

البُشْرُ وَ
رَضِيَ عَنْهُمْ

صَاحِبُ الْجَمَامَ

مَكْرُوبَاتٌ

حَرَثُتْ بِجَدِّ الْفَقَانِ

كَأَيْلَةِ مَيْنَ

مُعَسَّرٌ عَنْ بَيْرَهُ ○ بَعْجَنْجَشْ دُوْلَهُ لَهُ

صَلَوةُ الْجَمِيعِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

مکتوباتِ حضرتِ مجدد الفشان

کے آئینے میں

ترتیب: پیرزادہ اقبال محمد فاروقی

مکتبہ بیویہ نجفیہ دو لاہور

مکتبہ بیویہ نجفیہ دو لاہور

نام کتاب	صحابہ کرام مکتوبات مجدد کی روشنی میں
مرتب	چیزدارہ اقبال احمد فاروقی
موضوع	مقام صحابہ
سالِ طباعت	۱۹۹۱ء
ناشر	مکتبہ نبویہ سعیخ بخش روز لاہور
صفحات	۳۸
تالیع	—
قیمت	۵۰/- روپے
مددوی حضرات مفت تقسیم کرنے کے لیے نصف قیمت ادا کریں۔	
نوت :-	

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر کام کرنے والے یا کتابیں چھپوانے والے، مکتبہ نبویہ سعیخ بخش روز لاہور سے ہر قسم کامشورہ طلب کر سکتے ہیں۔

دیباچہ

بیرون زادہ اقبال احمد فاروقی

یہ ایک مختصر سی کتاب ہے جسے حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے۔ حضرت مجدد کا زمانہ اعتقادی فتنوں کا دور تھا۔ اکبری دربار میں دین الہی اور زر پرست علماء کا غلبہ تھا۔ اکبر اپنی جہالت کی وجہ سے اسلامی نظریات و عقائد کی حقانیت پر قائم رہنے کی صلاحیت سے محروم تھا۔ اسکے درباری علماء نے اسے دین کے نام سے ہی اسلام سے برکت حاصل کیا اور اس جاہل با شہادت کے باطل خیالات کو، ہی دین کا نام دینے لگے۔ اور اس طرح اس نے ”دین الہی“ ایجاد کر کے دین اسلام کے خلاف ایک کاتاًم دینے لگے۔ اس طرح اس نے تو باول نخواستہ کر لی۔ مگر علمائے حق نے محاذ قائم کر دیا گیا۔ یہ صورت حال عام لوگوں نے تو باول نخواستہ کر لی۔ مگر علمائے حق نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ان علمائے حق میں حضرت مجدد الف ثانی نہ صرف دین الہی“ کو منظور کرنے والوں میں سے تھے۔ بلکہ اسکے خلاف احتجاجی تحریک کے قائد بنتے یہ فتنہ اسلام کے خلاف بڑا پڑا شر فتنہ تھا جبکہ حضرت مجدد نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آپ نے اعیان حملت میں سے بعض کو اپنا ہمنوا بنایا اور بعض امراء کو اسلامی عملت کو ملک میں بارہ لئے کی جدوجہد میں شرکیت کر لیا۔

جانشیری دوسری اگرچہ دین الہی کی خرافات محدود ہو گئیں مگر جانشیر شہنشاہ کی با اختیار اور با اقتدار بیگم نور جہاں نے شیعیت کو فروع دینے کیلئے سارے ملک میں اوارے قائم کر دیے مغل دربار فیضی اور ابوالفضل کے مسموم اثرات سے انسی بد اعتقادیوں میں مشورہ تھا۔ اب ملکہ نور جہاں نے ایران سے غالی شیعہ مجتہدین کی ایک فوج درآمد کر کے

انہیں اعزاز و اکرام سے نوازنا شروع کر دیا۔ یہ عالی شیعہ حکومت کے سایہ میں سارے ملک میں دھولن جاتے اور اپنی مجالس میں صحابہ کرام کو سب و شتم کرتے۔ الحادوبے میں کے جس فتنہ کو مجدد الف ثانی کی کوششوں نے دم توڑنے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہاں فرض کی شکل میں ملک میں پھیلنے لگا۔ یہ فتنہ اپنے ذہر میں اثرات سے لوگوں کے ایمان و اعتقاد کو ڈالنے لگا۔ یہ کس قدر ستم طریقی تھی کہ ایک مسلم معاشرہ میں صاحبہ کرام کو برخیام گالیاں دی جاتیں۔ ازدواج مطہرات پر طعن و تشبیح ہوتا اور عملکے اہانت کو قید و بند میں ڈالا جاتا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ اسلامی نے ان حالات کا سختی سے نوٹس لیا اور ان عالی شیعوں کے مفاد ان نظریات کا رد کرنا ضروری سمجھا۔ مشہد کے عالی شیعوں نے تو ازدواج مطہرات کا نام لے کر دشمن طرزی شروع کر دی تھی۔ آپ نے وہاں کے نیتوں کے استفسارات کے جواب میں ”رُؤْرُ وَاقْضَ“ لکھ کر راضیوں کا بھروسہ جواب دیا۔ حضرت مجدد الف ثانی نے جمانچیر کے زمانہ فتنہ رفع کے اثرات سے لوگوں کو محفوظ رکھنے کے لیے اپنے مکتبات میں جا بجا صحابہ کرام کی عظمت ازدواج مطہرات کی عفت اور حضور کے غلاموں کے باہمی یزدہ محبت کے احوال کو بیان کر کے ایک تاریخی کردار ادا کیا۔ آپ کے مکتبہ بات سے جمانچیری دور کے امراء اور رؤسائے عظمت صحابہ کی روح کو محسوس کرتے ہوئے۔ شیعوں اگلی بالا دستیوں پر کٹھی نگاہ رکھی اور یہ فتنہ ایک حد تک دب گیا۔

آج پاکستان کی اکثریت عقائد اہلسنت پر کار بند ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ کے نظریات کی قائل ہے اور یہ بات بلا خوف تردید کبھی جاسکتی ہے کہ اس ملک کی واضح اکثریت فقہ حنفی کی روشنی میں ہی اپنے دینی معاملات کو حل کرتی ہے۔ بیان یہ ربع شیعہ حضرات صحابہ کرام کو سب و شتم کرنا ازدواج النبي کو برا بھلا کن خصوصاً (حضرت ابو بکر اور عمر فاروق) سے بغرض رکھنا پھر حضرت طلحہؓ نبی میر اور حضرت معاذ بن رضی اللہ عنہم

کو دشام طازی کر کے لپٹنے والی باتی جث باظنی کا ثبوت دینا ایک محوال بن گیا ہے۔ ان کی دیکھا دیکھی بعض نام نہاد سنی بھی حضرت معاویہ اور حضرت عالیہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں سست گفتگو کرتے ہیں۔ تعجب اور حیرت کی بات یہ ہے کہ اس سلسلہ میں صرف جاہل سنی ہی نہیں بلکہ بعض برخود غلط قسم کے علماء و مشارخ بھی شرکی طور پر آتے ہیں۔ ان خجالات کی پیشہ میں آنے والے وہ کم تعلیم یافتہ لوگ ہیں جو صحابہ کرام کی خدمات اور ان کے مقامات کی اہمیت سے ناداقف ہیں ایسے ہزاروں افراد پاکستان کے دوسرے دراز دیہات میں ان شعیہ ذاکرین اور مجتہدین کی باتوں سے متأثر ہو کر اپنے عقائد سے مچھلتے ہیں اس فتنہ کے اثرات اگرچہ بعض علمائے اہلسنت نے دوسرے کرنے کی کوشش کی ہے۔ تاہم وقت کی اہم ضرورت ہے کہ صحابہ کرام۔ اہلبیت اور اہمۃ المؤمنین کے فضائل کو لوگوں تک پہنچایا جائے تاکہ اس کی محبت اور عقیدت کے رشتے ٹوٹنے نہ پائیں۔

بعض علمی اجابت ان حالات کے پیش نظر قلم اٹھانے کا مشورہ دیا انہیں ان لوگوں پر دلی رنج ہے جو شیعوں کے ان خجالات پر ہاں سے ہاں ملاتے ہو تو محسوس کیا کہ آج برصغیر میں چھر ایک مجدد الف ثانی کی ضرورت ہے۔ مجدد الف ثانی کے عزم کی ضرورت ہے۔ مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی ضرورت ہے۔ مجدد الف ثانی کے اذار کی ضرورت ہے۔ میرے سامنے حضرت کے مکتوبات کا ایک امنڈ تا ہوا سند ہے میں نے اس بحر زخاز سے وہ موتی چھنے جو صحابہ کرام ازدواج مطہرات اور اہلبیت کی شان میں جگلکا رہے تھے۔ چھران کا آسان ترجمہ کرنے کے اقتباسات جمع کئے۔ مجھے قوی امید ہے یہ مختصر سا کام صحابہ کرام سے عقیدت و مجہت رکھنے والوں کے ایمان کو تازہ کرے گا۔ خصوصاً وہ حضرات جو ناقص العقیدہ لوگوں کی دیکھا دیکھی صحابہ کی شان میں سست گفتگو کرتے ہیں۔ راہ راست پر آ جائیں گے۔ میں ان حضرات کا دلی طور پر ممنون ہوں جنہوں نے مجھے اس کام پر آمادہ کیا۔

(بیرونیہ) اقبال احمد خاروفی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولًا

أَرْجُمَر

بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الَّذِينَ كُلُّهُمْ وَكَفِي بِاللَّهِ شَهِيدًا
هُمْ هُوَ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشَدُّ أَوْعَلَى الْكُفَّارِ رُحْمَاءُ بَيْنَهُمْ
تَرَاهُمْ رُكْعًا سُجَّدًا إِذَا تَغَوَّلُ فَضُلًّا لِّهُنَّ اللَّهُ وَرِضُوا نَاسًا سَيِّئَاتُهُمْ
فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَئْرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ
فِي الْإِنجِيلِ كَزَرٌ عَلَىٰ أَخْرَجَ شَطَاةً فَازْرَهُ فَأَسْتَغْلَظَ فَأَسْتَوَىٰ
عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الرُّزَاعَ لِيُغَيِّظَ بِهِمُ الْكُفَّارُ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ
أَمْنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو
 کمال اوصاف و کمالات سے لوزا را ہے۔ حضور سید المرسلین سے ایمان والیان
 کی دولت حاصل کرنے کے بعد انہوں نے اسلام کی سربلندی کے لیے اپنی
 کو اس اندازہ میں پیش کیا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں جا بجا منہا میت احسن الفاظ
 میں یاد فرمایا ہے۔ وہ حضور نبی کریم کے فیض صحت اور کمال تربیت کی دولت
 کفار کے سامنے نیسہ پلانی ہوئی دیوار بن گئے اور اپنے علقة احباب میں
 شیر و شکر ہو کر بزرگ زندہ رہے۔ ان کی ہستیاں لوز ایمان سے جگمگاتی تھیں۔
 دہ راتوں کے اندر چیزوں میں بارگاہ خداوندی میں سربخود رہتے اور ان کے
 اجالوں میں اللہ کے فضل کے طلب گار رہ کر خدمتِ خلق میں معروف رہتے
 تھے۔ ان کے نیک کاموں کا تذکرہ تورٹ، انجیل میں شاندار حروف میں دفع
 ہے۔ وہ رکوع و سجود میں ہمیشہ اللہ کے فضل اور اسکی رضا کے طلب گار
 تھے۔ اور ان کے ان کارناموں پر اللہ تعالیٰ نے انہی مغفرت اور اجر غلطیم
 کو یقینی بنادیا تھا۔ انہوں نے اپنی ذاتی خواہشات کو اللہ کی رضا پر قربان
 کر دیا ہے اور اللہ ان پر راضی ہو گیا تھا میں صحابہ کرام تھے جنہوں نے
 اپنی جانوں کو محبوب کر را حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم پر شمار کر
 دیا تھا اور وہ پیغام رسول کو لے کر دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچے۔ انہی
 ایمانی قوت کے اثرات تھے کہ اسلام کے جھنڈے جزیرہ عرب سے مکمل کر
 کامنات ارضی کی بلندیوں پر لہرائے گئے تھے اور انسانی قلوب کو اسلام کی رویت
 سے معمود کرنے لگے۔

صحابہ کرام کے ان ستری کارناموں کے باوجود بعض پر بخت ذہن ان سے
 بفضل وحدہ کرنے لگے تھے اور ان کی ذات و اوصفات پر طرح طرح کی گفتگو

کرتے۔ یہ بد باطن لوگ صدیوں سے اپنے اندر ونی خیالات کا اظہار بھی کرتے آئے ہیں۔ اس سلسلہ میں رواضن نے تو اپنی جیساں کی گفتگو کو صحابہ کرام حضور
اللہ علیہم السلام اجھیں کے خلاف ایک عبادت کے طور پر استعمال کیا۔ پھر صحابہ کرام
کے ساتھ ساتھ احادیث المؤمنین رضی اللہ عنہیں اور ان کے رشتہ داروں کو سب و
سمت کا نشانہ بنایا۔ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت
اور تحریت کو نظر انداز کرتے ہوئے ان لوگوں نے اسلام کی اس جماعت کو
بھی محدود کر کے رکھ دیا جسکی بدولت اسلام کی بروشنیاں ایشیا اور افریقہ
کے تاریک گوشوں تک پہنچی تھیں۔ ان کے نظریات میں حضرت علی کرم اللہ
و جمہ اور ان کے چند گئے پئے ساتھی ہی دولت اسلام سے مشرف ہوئے۔
اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی کی ترتیب بعض چند لفوس
اہل بیت اور "مجاہن اہلسنت" پیدا کر سکی۔

اس منفی رجحان نے اگر چہ اسلامی دنیا کے کئی حصوں کو متاثر کیا لگر رضیغیر
پاک و ہند میں خصوصیت کے ساتھ عند جہاںگیری میں مسلمانوں میں ایسے عقائد کی
تشہیر شروع ہوئی جب "لوز جہاں" کو لکھ ہند بنا کر مغل اقتدار کا نرچشمہ بنادیا گیا
اس شیعہ خالون نے اپر ان سے مقتدراً اور مجتهد شیعہ علماء کو درآمد کر کے دو فتن
کے نظریات کو عام کرنے میں بڑا نیا پیار کردار ادا کیا۔ جہاںگیر چونکہ اکبر کے
المادی دور کا جاٹشیں تھا۔ اس یہے لوز جہاں کے شیعہ مبلغین اور مجتهدین کو
بڑی آسانی سے ایسے معاشرے میں کامیابیاں حاصل ہوئیں جو اسلام کی حقیقی
روح سے خالی ہو چکا تھا۔ مغل دہباز کے انعام و اکرام نے بڑے بڑے
امراء سلطنت اور عام عقیدہ صوفیا کو صحابہ کرام کے خلاف سخت گفتاری پر
تیار کر لیا اور ملک میں شیعیت کے کئی قسم کے فتنے پر درشی پانے لگے۔ صحابہ

کو سب و شتم کے آغاز سے پہلے اہلسنت میں افضلیت علی کرم اللہ وجہہ کے خیالات کو فروع دیا جاتے لگا اور بعض برخود غلط صنوفیا بادر خام علم علما راس فتنہ کا شکار ہوتے گئے۔

صحابہ ثلاثہ اور خصوصاً شیعین (حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) کے مقام در مراتب کو پس پشت ڈال کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو افضلیت دی جانے لگی۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ امانت المؤمنین رضوان اللہ علیہمین پر طعن و تشنیع کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جماں تحری در در میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی افضلیت مطلقاً کا عقیدہ اور پھر ان سے جن صحابہ کرام کو اجتہادی اختلاف رہا ان کے خلاف سُست گفتگو کا رواج بعض شیعوں کے ہاں بھی پایا جانے لگا۔ وہ رافضیوں کی چالاکی کے جال میں پھنس گئے۔

الآن حالات میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے الیاد بے دینی کے خلاف کام کرنے کے ساتھ ساتھ اس دینی فتنے کی طرف خصوصی توجہ دی۔ یہ فتنہ اسلام کی اساس کو کمزور کرنے میں مصروف تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اسکی اصلاح کے لیے خصوصی اقدام کیے۔ آپ نے اپنے مکتبات میں آن امر لے سلطنت کو آگاہ کرنا شروع کیا۔ جو شیعیت کے نظریات اور خصوصاً افضلیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نظریہ سے تاثر ہو رہے تھے۔ اسی دوران مشہد کے رافضیوں نے ایک کتاب لکھی جس میں اصحابہ ثلاثہ (حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم) کی تحقیر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ذات گرامی پر طعن و تشنیع کو بچاڑھ کر دی۔ یہ کتاب بزر صیفی پاک وہند کے ان شیعہ مجتہدین کی وساطت سے درآمد کی گئی جو نور جہاں کے زیر پسا یہ پل رہے تھے۔ اس کتاب کو ہندوستان

میں خوب بھیلا یا گیا۔ امراء و حکام اور ارکان سلطنت کی جالس میں خصوصیت سے سنایا جانے لگا۔ پڑے بڑے غالی شیعہ اپنی جالس میں اس کتاب کے مندرجات کو نہاتے۔ اور یہ تاثر دیتے کہ سارا عالم اسلام ایسے ہی نظریات کا پابند ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے پہلے تو ہر مقام پر ایسے نظریات کی تردید کی۔ ان کے خلاف آواز اٹھائی۔ صحابہ کرام کے مقام اور امہات المؤمنین روحروافق کی نسبت ظاہرہ کو بیان کیا۔ پھر اس کتاب کے رد میں ایک مستقل کتاب تجویز کیا۔ اس کتاب سے پاک و ہند کے علاوہ ماوراء النهر کے علماء تک پہنچانے کا اعتمام کیا۔ اس کتاب سے اہلسنت کے اکھڑے ہوئے پاؤں جنم گئے۔ ماوراء النهر کے سنبھال شاہ نے تو اہل مشہد کو باقاعدہ نوش دیا کہ وہ اس فتنہ کو ہوا دینے سے باز آ جائیں، صحابہ کو گالیاں دینے کا سلسلہ روک دیں، ورنہ چنگ کے لیے تیار رہیں۔ جب اہل مشہد کے فتنہ پر دانوں نے پرہواہ نہ کی تو ماوراء النهر کے شکر دل نے مشہد پر قبضہ کر کے وہاں سے اس فتنہ کو پھیل کر رکھ دیا۔ مشہد کے بدباطن رافضیوں کی سرکوبی کے بعد بر صغیر پاک و ہند کے حکمرانوں اور فتنہ سامانوں کو بھی سوچا پڑا کہ صحابہ کرام کی دشمنی عالم اسلام میں کتنی ہستگی پڑی ہے اور بر صغیر میں بھی ایسے حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔ چنانچہ اس فتنہ نے "نور جہاں" کی امداد کے باوجود دم توڑنا شروع کر دیا۔ حضرت مجدد کی اس کتاب کی افادیت اور اہمیت کا اندازہ صرف اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح سمجھی اور اپنے زمانہ میں شائع کی جب تفصیلی فتنہ از سرلنگ پاک و ہند میں سراٹھا نے لگا تھا۔

"رو روا فض" کی تصنیف و تالیف کے علاوہ حضرت مجدد الف ثانی نے

سینکڑوں مکتوبات ان امراء اور علماء وقت کو لکھے جو معاشرہ اسلامی کی اصلاح میں مؤثر ثابت ہو سکتے تھے ان مکتوبات میں شیعہ اور رافضی نظریات کا پہنچ نہر روکیا گیا جو لوگ شیعوں کے پر اپنکنہ سے سے متاثر ہو رہے تھے۔ ان پہنچ بڑا خوشگوار راستہ پڑا۔ ان تحریری اقدام کے علاوہ آپ مختلف عوام میں اپنی تفاسیر کے ذریعہ علماء متأخے کو مخاطب کر کے اس فتنہ کے خطرناک نتائج سے آگاہ کرتے تھے اور وہ سنی جو افضلیت حضرت علی کرم اللہ وجہ کی راہ سے توہین اصحاب ثلاثہ کی دہیز تک رسائی حاصل کر رہے تھے۔ ڈک گئے۔

تبہین صحابہ اور طعن احادیث المؤمنین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف حضرت مجید والفت ثانی کے مقتدی مکتوبات نے بڑا ہم کردار ادا کیا آج بھی حضرت کے مکتوبات کا مطالعہ کیا جائے تو جہاں آپ نے تصوف کے اسرار و روزہ شریعت کے احکام کی جامعیت کو پیش کیا ہے دہاں روا فرض کے فتنہ کو بڑی پا مردی سے دبایا ہے۔ اگرچہ یہ مکتوبات خاص خاص حضرات کے نام جاری ہوئے تھے مگر ان کی نقلیں دور راز کے علاقوں میں پہنچانے کا مر بوط انتظام کیا گیا تھا۔ آپ کے خلق ان مکتوبات کو ملک کے گوشے گوشے تک پہنچاتے بلکہ ہندوستان کے باہر کے دور راز علاقوں مادر النهر۔ بد خشان۔ خراسان توران۔ خالقان اور چین اور دوس کے خطوں میں پھیلاتے کا اعتماد کرتے تھے۔ تبلیغ و اشاعت کا یہ سلسلہ اتنا منظم اور کامیاب تھا کہ اس نے عالم اسلام میں انقلاب برپا کر دیا اور فرض و شیعہ کا فتنہ رک گیا۔

پاکستان میں بعض بہر خود غلط علماء اور پیران عام نے ایسے خیالات کو اپنی میاس میں دبے دبے انداز میں بیان کرنا شروع کر دیا ہے۔ دنیا کے شیعہ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عدالت اور لفڑت سے آباد ہے وہ لوگ

صحابہ پر سب و شتم کو رہی اپنا ایمان جانتے ہیں۔ مگر اہلسنت و جماعت کی صورت میں ایسے خیالات کی درآمد قابل افسوس ہے۔ عقائد و نظریات سے بے خبر علماء۔ مقام صحابہ سے ناواقف والشورہ۔ پھر نسبت اہمات المؤمنین سے بے خبر پیران خام اپنی جالس اور گفتگو سے افضلیت علی کرم اللہ وجہہ کا نام لے کر بعض صحابہ کے خلاف سوت گفتگو کر کے اپنے سامعین کو متاثر کرنے میں مصروف ہیں۔ دیوبندیوں کے ہاں ایسے خیالات نہیں پائے جاتے بلکہ وہاں تو بعض مقامات پر معاذ اللہ الہیت کے خلاف اسی شدت کے ساتھ بکروہ گفتگو ہونے لگی ہے جس طرح رہ وا فض کی جالس میں صحابہ کرام کے خلاف ہوا کرتی تھی۔ علماء دیوبند میں سے اکثر اہل داشت خارجیت کے نظریات کی پیشہ میں آگے بڑھنے لگے ہیں جو فتنہ کا ایک بھی انک رخ ہے مگر ہمیں اہلسنت و جماعت کے ان طبقوں پر ملال آتا ہے جو دبے لفظوں میں صحابہ کی شان میں سوت گفتگو کرتے ہیں۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بدزہانی کرتے ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں ایسے علماء نہ مقام صحابہ کی اہمیت سے واقف ہیں نہ نسبت صدیقہ رضی اللہ عنہا بے آشنا ہیں وہ افضلیت کے عنوان سے روا فض کے دسترخوان سے چند ہڈیاں انٹا کر پانے دستوں کی جالس میں چھوڑتے رہتے ہیں۔ کبھی عائشہ صدیقہ پر طعن۔ کبھی حضرت معاویہ پر تشنیع۔ کبھی حضرت عثمان ذی النورین سے سوت گفتادی اور کبھی حضرت عمر کی سخت کوشی کو نشانہ اعتراض بنایا جاتا ہے۔

پاکستان میں بعض سجادہ نشین خانزادے سادات سے رشتہ داریوں کی وجہ سے "خیمه ہائے سادات" میں گھس آئے ہیں یہ حضرت اپنی سیادت کو جلدی جلدی منولنے کے لیے جب تک افضلیت علی کرم اللہ وجہہ سیدہ عائشہ صدیقہ

پر طعن و شیخ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقص بیان نہ کر لیں۔ انہیں چیز نہیں آتا۔ ایسے علماء اور مشائخ "садات" کے گھرانے میں نقب لگا کر اپنے آپ کو "سید" بنانے میں مصروف عمل ہیں اور پاکستان کے اکثر لوگ ایسے حضرات کو ذاتی طور پر جانتے اور پہچانتے ہیں اور ان کے باپ دار کے نام اور نبیوں سے واقف ہیں جو دیکھتے دیکھتے سید بن گئے ہیں۔

✓ "نوار داں خانوادہ سادات" اپنی ایسی مکروہ حرکات کی وجہ سے رات کے اندر ہیروں میں بھی پہچانے جاتے ہیں یہ لوگ سیدہ صدیقہ اور حضرات صحابہ کو مطعون کرنے میں کوشش دکھائی دیتے ہیں۔ اگرچہ چند سنی علمائے کرام ایسے فتنہ سامانوں کے رد میں مصروف کارہیں مگر وضع داری اور ردادری کے پیش نظر صرف اتنا کہہ دیتے ہیں "شاہ صاحب کو خدا معلوم کیا ہو گیا ہے؟"

✓ پاکستان میں یہ رجحان افسوسناک ہی نہیں۔ قابلِ نہاد بھی ہے دینی حلقوں میں، ہی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور راحمات المؤمنین کے متعلق سست گفتگو کرنے والے جمیع افراد کو ناموس صحابہ کی پاسداری کوں کرے گا۔ سنی علماء مشائخ ایسے حلقوں اور ایسے افراد کو نام بنا میں جانتے ہیں جو اپنی محلوں میں اپنے مریدوں میں اپنے حلقة نشیون میں ایسی گفتگو کرتے رہتے ہیں، ان حضرات کو بذاتِ خود ہی رسول اللہ کی دلازاری سے بانہ آنا چاہیے۔ ورنہ ایک وقت آئے گا کہ ایسے نقاب پوش علماء و مشائخ کو رسول اہونا پڑے گا۔

پاکستان کے بعض شیعی کمالانے والے علماء شیعوں کی ہم ذاتی میں جو کردار ادا کر رہے وہ جمالیگری محمد کے ان برخود غلط صوفیاً اور علماء سے ملتا چلتا ہے جنہیں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الشافی نے نجحہ را تھا اور اپنے مکتبات

اور تقریروں کے ذریعہ اس فتنے کے خلاف جناد کیا تھا۔ آج بھی مجددی خانقاہیں پاکستان کے گوشہ گوشہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ وہ حضرت مجدد قدس سرہ کی سنت کو زندہ کر کے اپنے اپنے حلقہ اثر میں ان "تفصیلی حضرات" کی سادش کوبے نقاب کر سکتی ہیں۔ بعض حضرات اہلسنت والجماعت کی راہنمائی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ قادری، سروری اور حبشتی خانزادے بھی ایسے حضرات پر نگاہ رکھ سکتے ہیں جو صحابہ کبार اور اہم امورِ اسلام کے متعلق سنت لفظوں میں صرف ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الامی نے ایسے ہی حلقات میں اپنے ارشادات میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت کو نمایاں کیا تھا اور اپنے وقت کے امراء ملکت علماء و مشائخ کو اس اہم کام کے لیے تیار کیا تھا جس سے رواض، تفضیلات اور خصوصاً معاذین صحابہ کے مرکز ختم ہو گئے اور اس فتنے کا زور پاک ہند کی سر زمین سے لوٹ گیا۔ ہم آئندہ صفحات پر حضرت مجدد کے ایسی ارشادات کو پیش کر رہے ہیں جن سے صحابہ کرام کے مقام اور اہم امورِ اسلام کی عظمت اور اہمیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت دلوں میں نقش ہوتی چلی جاتی ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ ہماری یہ گوشنے حضور مجدد الف ثانی کے اقوال کی روشنی میں اہل ایمان کے دلکوں کو جلا بخشنے گی۔

الوارثوت کے مشاہدات

رتہ ہے جس کے سامنے غیر صحابہ کی لمبی زندگیوں کی تمام ریاضتیں، عبادتیں اور مقامات پیسچ ہو کر رہ جاتے ہیں، سید الانبیاء کے چہرہ انور کی ایک لمحہ کی نیارت اور آپ کی نگاہ کرم کا ایک پرتو بزاروں سال کی ریاضت و عبادت سے اعلیٰ اور بہتر ہے جس صحابی رسول کو شرفِ صحبت کا ایک لمحہ اور انوارِ ثبوت کی ایک

جھلک نصیب ہوئی ہے وہ مستحب مخدیہ کے تمام اولیاء اللہ کے درجاتی اور اکتسابی مقامات و مناصب سے بلند تر منصب پر ہے۔ اہلسنت کے نظریہ میں یہی ایک اصولی بات ہے جسے شیعہ حضرات تشییم کرنے سے عارضی ہیں۔ ان کے ہاں شرف صحبت رسول اور دریدارِ مصطفیٰ کو بڑی چیز نہیں۔ وہ بنیادی طور پر صحابہ کرام کے ایمان اور زنگناہِ مصطفیٰ کی عظمت اور مشاہدہ الزائرین بحوت کے مقام سے ناقص ہیں۔ معاذ اللہ وہ اکثر صحابہ کو عظمت دینا تو بڑی چیز ہے سرے سے اہل ایمان مانتے سے بھی انکار میں ہیں۔ وہ جمہور صحابہ کو جن الفاظ میں پاد کرتے ہیں۔ اس سے ان کے لفظ اور دریدہ دہنی نہایاں ہوتی ہے۔ ان کے نظریہ میں ہزاروں صحابہ رسول میں سے صرف تین چار حضرات جن سے حضرت مقدار حضرت ابوذر غفاری حضرت سلام خارسی اور زید بن ارقم ہی وہ صحابی تھے جو کامل الایمان تھے۔ یہ حضرت بھی اس پیلے عظمت و احترام کے مستحق ہیں کہ انہیں حضرت علی کرم اللہ وجہائے اپنایا تھا۔ حضرت مجدد نے انکے ایسے خیالات فاسدہ کا قلع قمع کرتے ہوئے صحابہ کی عظمت کو بڑی شان سے بیان کیا ہے آپ اپنے مکتبات کی جلد اول کے مکتب، نمبر ۲۵ میں لکھتے ہیں۔

”وَرَدَ لِكَرِيمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ كَرِيمٌ وَاجِبُ التَّعْظِيمِ مِنْهُمْ“ ہمیں تمام صحابہ کرام کی عظمت اور شان کو اسی طور پر تسلیم کرتے ہوئے بربلا اعتراف کرنا چاہیے۔ خطیب نے حضرت الش رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق میں سے مجھے منتخب فرمایا تھا (اور اپنی محظوظ بنا یا) پھر اس نے میرے لیے ایسے اصحاب منتخب فرمائے جو دنیا کے بہترین انسان تھے۔ ان میں میرے رشتہ دار بھی تھے۔ میرے مدگار بھی۔ میرے جان شمار بھی تھے۔

اور میرے ہمدرم اور دسانہ بھی۔ میری نسبت سے ان تمام کو اللہ تعالیٰ پند فرماتا ہے اور ان پر خصوصی العادات وارد فرماتا ہے جس شخص نے انکے متعلق کسی قسم کی جسارت کرتے ہوئے میراول دکھایا وہ اللہ کے غضب سے نہیں بچ سکے گا۔ (وَمَنْ أَذَانَ فِيْهِمْ أَذَادَ اللَّهُ^ط) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طرائفی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت ہو گی۔ بلکہ تمام انسانوں کی لعنت ہو گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری نگاہ میں بدترین وہ لوگ یاں جو میرے اصحاب کے متعلق بے باکی اور گستاخی سے بائیں کرتے ہیں۔

اہم معاویہ صحبت حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات کی جلد اول مکتوب نمبر ۱۲۱ میں اپنے خلیفہ میر محمد نعیان بد خشی قدس سرہ کو لکھتے ہیں۔

اہم معاویہ صحبت رسول کے برابر کوئی بھی مقام اور منصب نہیں ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام، محض صحبت رسول کے شرف کی وجہ سے انبیاء کرام کے بعد تمام انسانوں سے برتر اور اعلیٰ ہیں۔ حضرت اولیس قریٰ اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر اپنی عظمتوں کے باوجود صحابہ کرام کے مقام کو نہیں پہنچ سکے۔ یہ صحبت نبوی کی برکات اور مشاہدہ الا زارِ مصطفیٰ کے شرف کا نتیجہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اچھنا دی غلطیاں اور بخدا ابن العاص رضی اللہ عنہ کی لغزشیں بھی حضرت اولیس قریٰ اور حضرت عمر بن عبد العزیز کی صحیح آراء سے افضل تھیں۔ یہ مونکان بزرگوں کا ایمان، شرف صحبت، دیدار، چہرہ، تایاں مصطفیٰ، معاشرہ وحی و ملائکہ

اور مشاہدہ میحرات و شماں کی رسول اکرم کی وجہ سے شہودی تھا جب کہ صحابہ کے بعد آنے والوں نے ایمان کی دولت سماعی (اس کے) حاصل کی تھی۔ جو چیز غیروں نے کالوں سے سُن کر قبول کی وہ صحابہ کرام نے آنکھوں سے دیکھ کر حاصل کی۔ اس مشاہدہ اور دید کے مراتب سننے والوں کو کب میسر آ سکتے تھے۔ یہ فضائل اور یہ کمالات اصل بیاناریں اس ایمان کی جو صحابہ کو نصیب ہوا تھا۔ اگر حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کو حضور کی صحبت اور زیارت نصیب ہو جاتی تو اس دولت کے مقابلہ میں دنیا کی کسی چیز کو ترجیح نہ دیتے اور انہیں دنیا کی کوئی ضرورت یا مجبوری حضور کی زیارت سے دُور نہ رکھتی۔ وہ مشاہدہ جمال مصطفیٰ کی ایک جملک پایلستے تو ساری عبادتیں، ریاضتیں اور خدمتیں پس پشت ڈال کر شرق صحبت حاصل کر لیتے مگر یہ بات نہ ہو سکی۔ یہ نصیب کی بات ہے۔

سکندر رانی نجشند آبے

بزور دُر میسر نیست این کار

اے اللہ بالتو نے ہمیں اس محمد مبارک میں پیدا نہیں فرمایا۔ مگر آخرت میں اپنے جیب کے صدقہ اس جماعت صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ اٹھانا ॥

حضرت مجدد الف ثانی دنیزادی کے مکتبہ نمبر ۹۵ میں فرماتے ہیں۔
”صحبت بنوی کی فضیلت تمام دوسرے فضائل اور کمالات سے اعلیٰ ہے۔ حضرت اولیس قرنی امۃ محمد یہ میں بلاشبہ بلند منصب انسان تھے۔“

مگر ادنی صحابی کے مقام و مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ اسلام اور ایمان کی دنیا میں کوئی عبادت یا ریاضت یا منصب صحابیت کی فضیلیت کے ہم پاپہ نہیں ہو سکتی۔ صحابہ کا ایمان صحبت نبوی کا ثمرہ ہے۔ نبی ولی وحی کے مشاہدات نے صحابہ کے ایمان کو شودی بسا دیا تھا اور دیدار انوار رسالت نے ان کے ایمان کو جگگار دیا تھا۔

آپ نے ایک اور مکتوب خوبیاں میں ہے میں لیکن لطیف روایت بیان فرماتے ہیں۔

”حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ میں کون افضل ہے۔ آپ نے فرمایا۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں حضرت معاویہ جس گھوڑے پر سوار ہوتے تھے۔ اسکی ناک میں جو غیار اور ہوا ہنچتی تھتی وہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے مقامات سے پدر جہا بہتر ہے۔“

حضرت مجبد الدلف مٹانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب میں بہت سے مقامات پر شرف صحبت مصطفوی اور صحابہ کرام کی عظمت پر اظہار خیال فرمایا ہے ما در مختلف مکتوبات میں صحابہ کی عظمت کو بیان فرمایا ہے اور اسکا واحد بسب یہی قرار دیا ہے کہ یہ حضرت ایمان شودی کے مقام پر قائم تھے انسان اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی قرآن پاک میں خا بجا تعریف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہو گیا تھا۔ وہ اللہ کی رضا بر راضی تھے۔ رضی اللہ عنہم و دضو اعنة : ہم شرف صحبت کے سارے مقامات پیش کرنے کی بھلے حضرت مجبد کے درے ارشادات پیش کرتے ہیں جن میں آپ نے صحابہ سے بعض زکھنے والے لوگوں کو متنبہ کیا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم کی افضلیت

شیعوں کا پہلا دار شجین کے مقام کو گرا کر افضلیت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا راگ الانپا ہے۔ وہ حضرت علی کی افضلیت مطلقہ کا فلسفہ بیان کر کے ان اہلنت کو اپنی طرف راغب کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جو انہی مجالس میں پہنچتے ہیں۔ اور فضائل الہمیت کے پردے میں صحابہ کرام کو نظر انداز کرتے جلتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی قرابت قدسیہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نسبت عالیہ اور ولایت کا سرچشمہ ہونے کی وجہ سے سیدھے سادے لوگوں کو فریب دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جب لوگ انخفا بات کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خالوا دہ نبوت میں ہونے کی وجہ سے بے پناہ فضائل کے حامل ہیں تو لوگوں کو خلافت کے معاملات پر لا کر حضرات ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی اور درود سے جلیل العذر صحابہ کرام کو غاصب اور بے انصاف قرار دینے کا راستہ ہمار کر لیتے ہیں یہی وہ نقطہ ہے جہاں سے شیعہ حضرات جہوڑ صحابہ کرام سے بذریعی اور عدالت کی بنیاد اٹھاتے ہیں اور تفضیل کا محل تیار کر کے صحابہ کو سبب وہم کرتے ہیں۔ حضرت محمد الف ثانی نے اپنے مکتبات عالیہ میں سینکڑوں مقامات پر ایسے خیالات خاسہ کی تروید کی ہے۔ خصوصاً اپنی معکوتہ آlarat tab "برور واقع" میں اس موضوع پر بھرلوپ روشنی ڈالی ہے۔ آپ نے مکتبات کی جلد دوم میں اپنے پندڑوں میں جو آپ نے سادات سامانہ کو اس لیے لکھا تھا کہ وہاں کے خطیب نے عید قربان کے خطبہ میں خلفائے راشدین کا نام لینا چھوڑ دیا تھا۔ آپ نے ان سادات کرام کو آگاہ کیا کہ آپ کے خطیب کے اس تجاہی سے رفض کی بدبو آتی ہے۔ آپ اس روشن کو روکنیں جاؤ گئے اسی

مکتوب میں حضرات شیخین احضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بلند مقام پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا۔

شیخین رض "حضرت ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی افضلیت صحابہ اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہے اکابر ائمہ امت نے اس نظریہ کو متفقہ طور پر بیان کیا ہے۔ حضرت امام شافعی رض خصوصی طور پر اس نظریہ کے ترجیح میں امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرات ابو بکر اور سیدنا عمر فاروق کی افضلیت تمام صحابہ پر قطعی اور مقتضی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تو اتنے کے ساتھ اپنی خلافت کے زمانہ میں دار الخلافت میں اپنے احباب کے کثیر جمع میں اعلان فرمایا کرتے تھے کہ ان ابو بکر و عمر "افضل الامراء" میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر امت محمدیہ کے افضل ترین حضرات میں۔"

حضرت مجدد الف ثانی کا دفتر دوم میں ایک طویل مکتوب بفرم ۲ ہے جسے آپ نے رکن سلطنت "خان جمال" کو لکھا تھا مادا اس میں آپ نے صحابہ کرام پر الیقان و اعتقاد کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اور لکھا ہے۔

خلافاء رض کہ سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلامات کی حیات ظاہری کے بعد خلیفہ مطلق ارباب رض اور امام برحق حضرت ابو بکر صدیق ہیں۔ ان کے بعد سیدنا عمر فاروق ان کے بعد سیدنا عثمان غنی اور ان کے بعد حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں ان حضرات کی افضلیت بھی اسی ترتیب سے ہے۔ یعنی سب سے بڑا درجہ سیدنا صدیق اکبر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا ہے۔ شیخین کی افضلیت پر صحابہ کرام اور تابعین امت کا اجماع رہا ہے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں جو شخص مجھے ابو بکر صدیق اور عمر فاروق پر فضیلت دے گا وہ معتری اور جھوٹا ہو گا اور اسے کوڑوں کی سزا دلوادیں گا۔ جس

طرح دوسرے افرا پر دار مل اور جھوٹوں کو دی جاتی ہے۔

حضرات شیخین کی افضیلت واولیت پر حضرت محمد الف ثانی قدس سرہ کے مکتبات شریف میں صرف احادیث در وایا ت ہی بیان نہیں کی گئیں بعض مکتبات میں تو حضرت محمد الف ثانی نے اپنے خلفاء اور ارباب طریقت کو ان روحانی اور الہامی معارف کی روشنی میں حضرات شیخین کی افضیلت پر گفتگو فرمائی ہے۔ آپ کے ایک خلیفہ حضرت خواجہ محمد اشرف کابلی قدس سرہ تھے۔ ان کے نام آپ نے ایک طویل خط لکھا تھا۔ جو مکتبات کے دفتر اول میں مکتوب نمبر ۲۵ کے مقام پر دیکھا جاسکتا ہے۔ اس مکتوب میں آپ نے علوم غریبہ اسرار عجیبہ۔ موابہب کے ولطائیف کے انداز میں خلفاء راشدہ کے فضائل حضرات شیخین کی افضیلت اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کمالات پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔ اس مکتوب میں صحابہ کرام کی عنemat اور ان کی توقیر و تعظیم کے مقامات پر روشنی ڈالی گئی ہے ہم اس مکتوب سے بعض آقیبات یادیہ ناظرین کرتے ہیں تاکہ اس موضوع کے مختلف پہلو کھل کر سانے آجائیں۔

حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کمالات محمدی اور ولایت مصطفوی کے درجات کے حصول کے باوجود ولایت روحانیہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم پر ہیں اور دعوت و عزیمت کے نکتہ نظر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نقش قدم پر ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت نوح علیہ السلام کے زیریں یہ ہیں۔ ایسے ہی مقامات ولایت و روحانیہ میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ولایت و ثبوت کے کمالات کے اعتبار سے حضرت علیی علیہ السلام سے مناسبت رکھتے ہیں۔ ان حضرات کے روحانی منازل انبیاء کرام کے زیر اثر ہیں جس طرح حضرات صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق

بار بیوتِ محمدی کے حامل ہیں (علیٰ اخلاق المراتب) اسی طرح سیدنا علی کرم اللہ وجہہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی نسبت سے بار و لایتِ محمدی کے حامل ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ولایتِ محمدی اور بیوتِ محمدی کے حامل ہیں (ان دو لوگوں مقامات کی مناسبت سے بعض حضرات صوفیا نے آپ کے ذوالنورین کے خطاب کی تاویل فرمائی ہے۔ احلاً انکے علماء کرام حضرت کے نکاح میں سید الانبیاء کی دوستیاں یکے بعد دیگرے رہنے کی وجہ سے ذوالنورین کا خطاب دیا ہے) حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ولایتِ محمدی کا عکس جھیل ہے اسی لیے (القشیدہ یہ کے علاوہ تضویں کے تمام مسلسلوں کے چشمے آپ کی ولایت سے بھوٹے تھے۔ اولیائے امتِ محمدیہ میں سے ارباب طریقت کی کثیر تعداد کو اسی ولایت سے حصہ ملا تھا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ بعض اولیاء کرام کے تربیت یا فتوحہ حضرات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے زیر ولایت ان کے مقامات روحاں نہ کو درس سے صحابہ پر ترجیح دیتے ہوں۔ اگر امت رسول کا حضرات شیخین کی افضیلت پر اجماع نہ ہوتا تو ان پر اولیاء کا کشف حضرت علی کی اولیت کا فیصلہ دیتا۔ چونکہ حضرات صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما حضرات انبیاء کرام حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کمالات سے کمالات بیوت حاصل کرتے ہیں اور اکثر اولیاء کے کشف کی رسائی صرف کمالات ولایت تک ہی محدود ہے اور کمالات بیوت تک نگاہ کشف نہیں جاتی اس لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ہی افضل قرار دیتے ہیں ان ارباب کشف کی رسائی صرف کمالات ولایت تک محدود ہے کمالات بیوت تک پر واز نہیں ہے لہذا وہ مقامات ولایت پر ک جلتے ہیں اور کشفی طور پر بعض حضرات سیدنا علی کی افضیلت کا اعلان

کر دیتے ہیں ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ کالاتِ ولایت کمالاتِ بتوت سے بہت بچے ہیں۔ پھر کالاتِ ولایت کمالاتِ بتوت کے سامنے بیج ہیں۔ دوسرے لفظوں پر کالاتِ بتوت تک پہنچنے کے لیے کالاتِ ولایت اور مقدمات میں ایکسٹ ہے۔ لہذا بعض اولیاء اللہ بتوت کی روشنی سے دوری کی وجہ سے کمالاتِ بتوت کی کا حقہ، تا بائیوں کو نہ پاکر فکن ہے۔ ولایت علی کرم اللہ وجہ کو، ہی انتہائی درجہ دے رہے ہیں۔ مگر چہ بخاری یہ بات ایسے حضرات پر گمراں گزرنے سے گی اور وہ اس بات کو مانند کے لیے تیار بھی نہ ہوں گے مگر مجھے تو اسرار کا اطمینان کرنا ضروری ہے۔ پیری مشاہ تو اس طوطی گی طرح ہے جو اپنے سکھانے والے کی آواز سے ہی منہ کھولتی ہے وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْمُشْتَهَى

”وَرَبِّنَا آئُنَّهُ طوطی صفتِ داشتہ اند

آنچہ استاد اذل گنت ہمیں سیگو نیم“

میں اس معاملہ میں علمائے اہلسنت کے اجتماعی فیصلہ پر متفق ہوں اور انہی کے خیالات کو قومی خیال کرتا ہوں۔

حضرت مجدد الف ثانی نے منزلِ سلوک کو طے کرتے ہوئے ان کشفی تحریکات کا بھی تذکرہ فرمایا ہے جس سے آپ کو شیخین کی افضیلت واضح ہو گئی تھی اپنے لکھتے ہیں۔

”جو خند علماً کرام کو استدلالی طور پر معلوم ہو گئی تھی۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے الہامی اور کشفی طور پر واضح کر دی جو خند علماً اہلسنت والجماعت کو اچھاً معلوم ہوئی وہ مجھے تفصیلاً بتا دی گئی۔ مجھے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے تفصیل کمالاتِ بتوت سے واقف کیا گیا تھا۔ ان کمالات کا کافی حصہ عطا کیا گیا کشفی طور پر شیخین کے

فضائل سے آگاہ کیا گیا۔ اس مقام پر تقید کے بغیر کوئی راستہ نظر نہیں آیا کرتا۔ میں اسی نظریہ پر قائم رہا۔ الحمد لله ابھی نے مجھے ہدایت دی۔ اگر وہ راہنمائی نہ فرماتا تو میں کبھی صحیح نظریہ پر قائم نہ رہ سکتا۔

ایک دن ایک شخص نے بتایا کہ بعض کتابوں میں لکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اسم گرامی جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے میرے دل میں خال آیا کہ جنت کی ملکیت تو حضرت علی کے نام ہے۔ تب حضرت صدیق اکبر ادر عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا کیا مقام ہے؟ مخصوصی سی توجہ کے بعد میں اس پتھر پر پہنچا کہ جنت کے دروازے پر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے کے نام سے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جنت میں داخلہ تو دو لوز حضرات شخیں کی صوابیدید اور اجازت پر ہو گا۔ میں نے دیکھا حضرت صدیق اکبر جنت کے دروازے پر لکھے ہیں۔ لوگوں کو داخلے کی اجازت عطا فرمائی ہے میں۔ حضرت عمر فاروق آگے بڑھ پڑھ کر ہاتھ پکڑ پکڑ کر لوگوں کو اندر لے جائے ہیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا۔ گویا ساری جنت حضرت سیدنا صدیق اکبر کے نور سے معمور ہے۔ اب ان دو لوز حضرات کی شان تمام صحابہ سے بڑھ پڑھ کر دکھائی دی جسیں میں کوئی دوسرا مشرک نہیں۔

سیدنا صدیق اکبر کی قرابت اور قربت کا یہ عالم ہے کہ آپ حضور کے خانہ زادا اور ہم خانہ ہیں۔ فرق تو صرف اعلیٰ ادنیٰ کا ہے۔ حضور کی بادشاہی سیدنا صدیق اکبر کی غلامی کے مرابت کو کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت عمر فاروق سیدنا صدیق اکبر کی وساطت سے اسی دولت سے مشرف ہیں۔ دوسرے صحابہ کی شاہیوں ہے جیسے وہ حضور کے ہم شہر یا ہم قریب ہوں۔ پھر اولیاً امت تو ان بارگاہوں تک رسائی حاصل کرنے کے لیے قدم قدم

چل رہے ہیں۔

اے ایں بکر رسانہ دمود بانگ جسم
امت محمدیہ کے ارباب ولایت جب مقام شیخین کی رئائی سے دور نہیں تو
ان کے کمالات کا ادراک کمال تک کر سکتے ہیں؟

ان کشفی تحریات کے اظہار کے بعد حضرت محمد والٹ ثانی ایک اور مقام پر
حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما (شیخین) کی برزخی زندگی پر بھی
روشنی ڈلتے ہوئے اسی طویل کلمہ پر ہمیں لکھتے ہیں۔

دو سپرنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق وفات کے بعد بھی سید المرسلین
کی رفاقت اور مجالس سے دور نہیں ہوئے۔ حضور اپنی قبر مبارک کے اسی حال میں
اٹھیں گے کہ ایک ہاتھ سیدنا صدیق اکبر کے کندھے پر ہو گا اور دوسرا ہاتھ
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہوں گے اس رفاقت اور دامُ حضوری کی وجہ
سے بھی ان حضرات کو افضلیت ہے۔ ہم حضرات شیخین کے کمالات و خصائص
کے سمندر کی وسعتوں کو کمال تک بیان کریں۔ کس کس کمال پر لب کشائی
کریں۔ ایک ذرہ آفتا ب کے حسن تک کیا رسائی حاصل کر سکتا ہے ایک
قطرہ ایک بھر نہ خار کی بلے پناہ موجود کے سامنے کیا چیزیں رکھتا ہے۔

وہ اولیاء کرام جنہیں اللہ تعالیٰ نے "دعوت خلق" کی بجا آور ہی پر مقرر
کیا ہوا ہے۔ جنہیں ولایت اور دعوت دونوں سے وافر حصہ ملا ہے۔ انہوں
نے اپنی کشف کی روشنی سے صحیح نظر پر قائم کر لیا ہے تابعین اور تبع تابعین
میں سے مشورہ آئئے مجتہدین نے اپنی فراست اور بصیرت سے احادیث بنویہ کے
خزانوں سے افضلیت شیخین کے متواتروں سے اپنی جھولیاں بھری ہیں۔ انکے
فضائل اور کمالات کے بھرنا پیدا کنار سے جو کچھ حصہ ملا انہوں نے برملا خصیت

کی افضیلت کا فیصلہ دیا ہے سادر اسی پر ان کا جماعت ہے اور یہ بھی طے کیا ہے کہ اگر کسی ولی اللہ کو اس نظر یہ کے خلاف کشف یا الام بھی ہو تو وہ بغیر معتبر اور بغیر صحیح ہو گا۔ افضیلت شیخین کے خلاف کسی ولی اللہ کا الام پاکشf - کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ یکوئی نکہ یہ سُلْطَنِ صدر اول (حمد بنوی) میں ہی طے پاگیا تھا۔ *

* "حضرت امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت درج کی ہے کہ ہم محمد بنویت میں حضرت ابو بکر صدیقؓ سے بڑھ کر حضور کی بارگاہ میں کسی دوسرے کو افضل نہیں مانتے تھے، پھر حضرت عمر تھے، پھر حضرت عثمان تھے پھر حضرت علی تھے رضی اللہ عنہم۔ ان کے بعد دوسرے تمام صحابہ اپنے اپنے مخصوص کمالات کی وجہ سے مختلف درجات پر فائز تھے، ہم ان تمام صحابہ کی فضیلت ان پر ای چھوٹہ دیتے تھے، کسی کو کسی پر ترقی صحیح نہیں دیتے تھے۔ ابو داؤد کی روایت اس طرح ہے کہ "جب سید المرسلین حضور صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے تو لوگ کہا کرتے تھے کہ امت رسول میں افضل ترین ابو بکر ہیں۔ پھر عمر ہیں پھر عثمان و والنویں ہیں (رضی اللہ عنہم)" * حضرت مجدد الف ثانیؓ کے مکتوہات میں کئی مقامات پر حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی افضیلت کو بیان فرمایا گیا ہے اور بڑے لطیف انداز میں ان ذہنوں کی راہنمائی فرمائی گئی ہے جو شیعہ حضرات کے پھیلائے ہوئے شکر کے جال میں بچنس کر لفاضیلیت کے چکر میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ و جمیل کے مقام و لایت سے کسی بدیخت خارجی کو شکر یا افلاف تو ہو سکتا ہے مگر اہلسنت و جماعت متفقہ طور پر ان کی فضیلت کے قائل ہیں۔ ان کے مقامات و لایت کے معترض ہیں، انہیں حضور سے جو قربت اور قرابت

ردی ہے وہ آپ کا خصوصی منصب ہے۔ پھر اولیاء اللہ کے اکثر سلاسل تصویر کے چشمے اسی بُسح دلایت دکرم سے جاری ہوتے ہیں۔ ارباب دلایت اسی نسبت سے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہ کے خوان کرم کے لئے بردار بھی ہیں اور مداح بھی ہیں اور زیر احسان بھی ہیں۔ حضرت مجدد نے اپنے مکتوبات میں اس درالعقلی اور لعلی کے ساتھ ساتھ روحانی اور کشفی روشنی میں بھی ہماری اینہاں فرمائے ان تفضیلیوں کے پر اپنی گندم سے کے پھیلائے ہوئے اثرات کو بے اثر کر دیا ہے۔ آپ کے ہاں افضلیت شخصیں کا عقیدہ ایک دینی اہمیت کا عامل ہے۔ مکتوبات کے دفتر اول کے مکتب بزم ۲۶۹ میں فرماتے ہیں "کہ جو شخص حضرت علی کو حضرات ابو بکر صدیق سے افضل کہے گا وہ اہلسنت سے خارج ہو گا"۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت عثمان ذوالنورین کا منفرد مقام

فضائل کے لحاظ سے خلائق راشدین میں ایک خاص شان اور مقام کے حاکم ہیں۔ وہ رسول پاک کے محبوب صحابی ہیں۔ داماد ہمیں ذوالنورین ہیں۔ سفیر ہیں۔ امین ہیں۔ پھر پارگاہ مصطفیٰ میں اپنی خدمات کے لحاظ سے فتاواً اور منفرد چیزیں رکھتے ہیں۔ شیعہ حضرات آپ کی ذات ہا بکت کو خصوصیت کے ساتھ طعنہ و تشنیح کی سنگباری سے نزاٹتے رہتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بعض کی وجہ سے ان کے اہمیت سے مجتہ کے پیمانے لوٹ جاتے ہیں۔ داماد رسول ہونے کی عظمتیں نظر انداز ہو جاتی ہیں۔ جانشاری کی ساری سعادتیں بھول جاتی ہیں۔ اور آپ کی اسلامی خدمات کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے۔ روانہ اور شیعہ حضرات کے فضیلت اور افضلیت کو ناپہنچ کے اپنے پیمانے ہیں ہمیں سے مروکا رہنیں ہم تو ان کے پر اپنی گندم سے متاثر ہونے والے سینتوں کو

حضرت مجدد کے ان ارشادات کی طرف دعوت فکر دیتے ہیں جو انہوں نے اپنے مکتبات میں اس جلیل القدر صحابی رسول کے تعلق لکھے ہیں۔

”علماء اہلسنت کی اکثریت کا مذکور یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت شیخین کے بعد افضل ترین امت تھے۔ ان کے بعد ساری امت میں سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں آئیہ اور بعد رامام ابوحنیفہ سا مام شافعی امام احمد بن حنبل اور امام مالک رضی اللہ عنہم () کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام مالک کے توقف پر بعض حضرات نے افضیلت پر گفتگو کی ہے لیکن امام قاضی عیاض مالکی قدس سرہ نے شفیع شریف ہیں لکھا ہے کہ امام مالک نے اپنے اس خیال سے رجوع کر لیا تھا اور آخر الامر آپ افضیلت عثمان بن عفان کے قائل ہو گئے تھے۔ علامہ قرطبی نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے“^{۳۷}

حضرت محمد الف ثانی نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ایک قول نقل کیا ہے کہ اہل سنت کی علامات میں سے شیخین کی افضیلت کے اعتقاد اور ختنیں (حضرت عثمان اور حضرت علی) سے محبت رکھنا ضروری ہے۔ ایک اور مکتب میں حضرت مجدد نے حضرات شیخین کی افضیلت کا عقیدہ رکھنے کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی افضیلت اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی محبت کے نظریہ سے محروم شخص کو ”بدعتی“ اور گراہ قرار دیا ہے۔

خوارج اور تفصیلی حضرات کا ایک قابلِ مذمت نظریہ | شیعہ حضرات کی
صحابہ کرام سے

بعض و دشام طرانی کی عادت ایک پرانی بات ہے مگر اہلسنت میں سے تفصیلی حضرات کا یہ روئیہ نہایت قابلِ مذمت ہے۔ جوان کی دیکھا دیکھی اصحاب خلاشہ پر خاموشی اختیار کرنے کے بعد حضرت امیر معاویہ - حضرت ظلم، حضرت زینبر

پھر سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) پر فیبان و رازی اور مطاعن کا وظیفہ ادا کرتے رہتے ہیں ان حضرات کی ابلہ فریبی کا یہ عالم ہے کہ انہیں یہ محسوس نہیں ہوتا کہ وہ ان پاک بانی امت سے اطمینان کر دو ت کر کے کون سافر یا صدر سراجِ خام دے رہے ہیں۔ پھر ان حضرات سے بعض پال کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دل آزاری میں کیوں مصروف ہیں۔ ان میں سے بعض حضرات جب مرتباً ہلا کہہ راضیوں کی ہم لوایہ کرتے ہیں تو یہ نہیں جانتے کہ وہ راضی دوستوں کو تو خوش کر لیں گے مگر جس ذات والا سے ان حضرات کو لبست ایمان ہے اس کے غصب کا نتیجہ نہ ہونے سے نہیں بچ سکیں گے حضور رحمت مجسم ہیں مگر ان کے اہلیت۔ اہل خانہ۔ ان کے لذدواخ ان کے جانشاروں سے کر دو ت کا اطمینان کر کے کون ہی رحمت کے طلب گار ہیں۔

حضرت محمد الف ثانی قدس سر گانے اپنے دور کے ایسے برخود تفضیلیوں کو پوری قوت سے عربیاں کیا تھا اور ان کے عقائد باطلہ سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ ہم آپ کے مکتوپات میں سے وہ اقتباسات بدیریہ قارئین کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ جو ان حضرات کے فضائل میں بیان فرمائے گئے جنہیں یہ لوگ طعن و تشیع کا لشانہ بناتے رہتے ہیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت علی کرہ م اللہ وجہہ کے زمانہ خلافت میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حضرت عثمان کے قصاص اور ان کے قاتلوں کی گرفتاری اور سزا کا مطالبہ شہر کی اصطلاح میں ”محاربہ پا علی“ کہلانا تھا۔ اور حضرت سیدہ کو اس ”جرم“ کی سزا میں ہزاروں ممالوں سے یہ لوگ مطاعن کا لشانہ بناتے ہیں۔ حضرت محمد الف ثانی نے اپنے ایک مکتب

میں اس موضوع پر نہایت لطیف انداز سے گفتگو فرمائی ہے۔
وہ فرماتے ہیں۔

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ہیں اور آپ کی جیات مبارکہ کے آخری لمحات تک منظور نظر ہیں۔ آپ کے چھوٹے مبارک ہیں ہی حضور نے رفیق اعلیٰ کو بیک کیا۔ آپ کی آنکش خدمت ہی میں جان جان آفرین کے حوالے کی۔ آپ کے چھوٹے ہیں ہی آج تک آدم فرمائیں سیدہ عائشہ کے علی اور عملی فضائل و مراتب کے علاوہ علم و اجتہاد میں آپ کا مقام نہایت ارفع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی نصف تعلیم سیدہ عائشہ کے پردازی نہیں۔ صحابہ کرام اور خواتین امت کو جب کسی مسئلہ میں مشکل درپیش آتی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کافی صدھار ہی مشکلات دین کا حل تسلیم کیا جاتا تھا۔ ایسی بلند منصب اور عالی مرتبت ام المؤمنین کی شان میں صرف اس یہے پست گفتگو کہنا کہ نہیں قصاص عثمان کے مسئلہ میں حضرت علی کرم اللہ و جہاں سے اختلاف تھا کتنی نامناسب بات ہے۔ پھر آپ سے بعض رکھ کر حضور نبی کریم کی نسبت کہ پمام کہنا کتنی گستاخی ہے۔

ہر گز مباودہ نہیں آیہ زہ روئے اعتقاد
ایں ہمہ ہاکر دن دین پیغمبر داشتیں

حضرت علی کرم اللہ و جہاں بلاشبہ حضور کے داماد ہیں حضور کے بھاڑا
بھائی ہیں تو حضرت صدیقہ بھی بلاشبہ آپ کی زوجہ حضرتہ اور محبوب تھیں
شریک زندگی ہیں۔ *

حضرت مجبد والغ ثانی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ایک

اور مکتوب میں لکھتے ہیں۔

«چند سالوں سے اس فقیر (مجد وalf ثانی) کا معمول ہا ہے کہ حضور نبی کیم
صلی اللہ علیہ وسلم کے ایصالِ ثواب نہ کر لیے کھانا پکانا تھا تو حضور کے ساتھ
اپ کی بُنگر گو بیشہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرات
حسن و حسینؑ کو بھی شامل ایصالِ ثواب کر لیا کرتا تھا۔ ایک رات خواب
میں حضور نے اپنی زیارت سے مشرف فرمایا۔ میں نے آگئے برداشت کر ہدیہ السلام
پیش کیا۔ مگر اپنے نے توجہ نہ فرمائی اور چہرہ الفرد دوسرا طرف پھیر لیا اور
فرمایا: "میں تو عالیٰ شریف کے گھر کھانا کھایا کرتا ہوں جو مجھے کھانا کھلانا چاہے ہے
عالیٰ شریف کے گھر بھیج دے ۔ اسی وقت مجھے معلوم ہوا کہ حضور کی بے رُخی
کا بیب حضرت سیدہ صدیقہ کو تو ایصالِ ثواب میں شریک نہ کرنا ہے۔

اس کے بعد میں نے ایصالِ ثواب کی مخالف میں ان حضرات کے علاوہ سیدہ
صدیقہ اور دوسری ازواج مطابہرات اور اہل بیت کے تمام افراد کو ایصال
ثواب میں شریک کرنا شروع کر دیا اور سب سے توسل حاصل کرنے لگا۔

یاد رہے حضور کو جو تکلیف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں
گئی تھی میں پہنچتی ہے۔ وہ سیدہ عالیٰ شریف صدیقہ کے متعلق ہے ہودہ گوئی سے
بھی پہنچتی ہے اور ہر عقلمند اور ایماندار شخص اس بات کو سمجھ سکتا ہے۔*

سیدہ عالیٰ شریف صدیقہ کے فضائل اور کمالات پر حضرت مجدد قدس سرہ
مکتوب بہتر ہم جلد دوسرم کا تفضیل مطالعہ فرمائیں۔ میرے مکتوب خا جہ محمد تقی قدس سرہ
کے نام لکھا گیا تھا ۔ اور اس میں ان لوگوں کے مظاعن کی روشنی پر تدقید بھی
جو سیدہ عالیٰ شریف صدیقہ کے خلاف کرتے رہتے ہیں۔ مچھر سیدہ عالیٰ شریف صدیقہ
رضی اللہ عنہا کے مقامات عالیہ پہنچ بڑی بھروسہ نہیں ڈالی گئی ہے۔ اس میں

امامت دلنظر پر اہلسنت و جماعت۔ مخالفین کے اعتراضات۔ بھرائی لوگوں کے خیالات جو نہیں بیکن پڑتے ہیں۔ یہ افضی اور خارجی حضرات کے افزاط و تفریط کی روایہ اور اہلسنت کی شان و مرتبہ پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔

حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما

یہ لوگ حضور کے جیل القدر صحابہ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کو اپنی بدگونی کا شانہ بناتے ہیں۔ دونوں حضرات اس جنگ میں مشریک تھے جو قصاص عثمان کے مطالیہ پر حضرت علی کرم اللہ و جمہر سے لڑی گئی تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی نے ان دونوں جیل الشان پر رگوں کے نصب و مقام کو بیان فرماتے ہوئے اپنے ایک مکتوب بمبر ۴۳ جلد دفتر دوم میں بڑی تفصیل سے روشنی دیا ہے۔

«حضرات طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما جیل القدر صحابہ میں سے ہیں۔ وہ عشرہ بشرہ میں داخل تھے۔ ان پر طعن و تشیع کسی طرح زیب نہیں دیتا۔ اگر کوئی بدلفیض اس حضرات کو لعن طعن کرتا ہے تو وہ یہ اسی فتح کے لہو تیر کا مستحق ہے۔ یہ وہی طلحہ اور زبیر میں جنہیں فاروق اعظم نے ان چھ حضرات میں شامل کیا تھا۔ جو خلیفہ االمیمین کے انتخاب کے لیے با اختیار صحابہ تھے۔ بھرائی میں یہ بھی حکم تھا کہ ان چھ میں سے ایک کو خلیفہ منتخب کیا جائے اسی دلنوں حضرات نے اعزازی طور پر اپنے نام والپس لے لیے تھے اور ہزار ایک نے کہہ دیا تھا۔ "هم خلافت نہیں چاہتے" یہ وہی طلحہ میں جنہوں نے اپنی تلوار سے اپنے والد کا سر کاٹ کر حضور کے قدموں میں لارکھا تھا۔ کیونکہ وہ حضور کی پسے ادبی کام مرکب تھا۔ یہ وہی طلحہ میں جن کے اس جذبہ کو خود قرآن پاک نے سراہا ہے۔ یہ دہی زبیر

ہیں جن کے "قاتل" کو حضور علیہ السلام نے قطعی جسمی ہونے کا اعلان فرمایا تھا۔ اور فرمایا "قاتلُ زَبَيْرٍ فِي النَّارِ" ہمارے خیال میں حضرت زبیر پر لعن طعن کرنے والے آپ کے قاتل سے کم نہیں ہیں۔ اس یہ لے تمام اہل ایمان اس بات پر یقین رکھیں اور اسلام کے اس ماہِ ناز فرزید اور دین کے ستون کی بدگونی سے مچھیں۔ یہ حضرت زبیر تھے جنہوں نے اپنی زندگی اسلام کے پودے کی آبیاری کے لئے وقف کر دی تھی۔ یہ حضرت زبیر تھے جنہوں نے حضورہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور نصرت کے لیے اپنی جان کی بازی لگادی تھی۔ آپ رات دن حضور کی جان کی حفاظت اور اسلام کی خدمت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ پہلے زبیر ہی تھے جنہوں نے حضور کی محبت میں اپنے قبیلے کے افراد اپنے گوشہ جگہ لٹکوں۔ بچھربیٹیوں۔ بیولیوں اور دوسرے عنینیوں کو چھوڑ دیا تھا پھر اپنے وطن کو چھوڑا اپنی زینوں کو چھوڑا۔ اپنے گھر کو خیر باد کہا۔ اپنے لہلاتے ہوئے کھیتوں سے دستبردار ہو گئے۔ اپنے چشمے اور نہریں چھوڑ دیے۔ پڑے بڑے سخت معروں میں اپنی جان کو حضور کی حفاظت کے لیے پیش کر دیا۔ اپنی جان کی محبت۔ اولاد کی محبت کے سامنے حضور کی محبت کھاولیت دی اور حضور کی ذات گرامی کو ہر چیز پر ترجیح دی۔ یہ حضرت زبیر ہی تھے جنہیں حضور کی محبت خاص کا شرف حاصل تھا اور برکات بنتے سے خصی خصہ ٹا تھا۔ انہوں نے کئی بار حضور کی بارگاہ میں وحی کو آتے دیکھا تھا وہ فرشتوں کے عینی شاہد تھے۔ انہوں نے حضور کے ہزاروں معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے۔ یہاں تک کہ جزو دوسرے صحابہ کے لیے غیب تھا اس آپ نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ علم الیقین میں الیقین ہو گیا۔ ان کے ایمان و ایقان کی ترسیمت خود رسول اکرم نے اپنی نگاہ خاص سے فرمائی تھی اور یہ

شرف بہت کم صحابہ کو نصیب ہوا حتیٰ کہ حضور نبی کریم صاحب کو شروئینہم نے فرمایا
”اگر آئندہ آنے والا کوئی مسلمان احمد کی بلندیوں جتنا سونا اللہ کی راہ میں صرف
کے گا وہ میرے صحابہ کے ایک سیر یا آدھ سیر جس کے پر اپنے نہیں ہو گا اور یہ علان
حضرت زبیر کی قربانی کو دیکھ کر فرمایا تھا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ صحابہ کی قدوسیوں کی اس جماعت میں سے تھے
جن کی تعریفیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں فرمائی تھیں۔ اللہ ان پر راضی ہو
گیا۔ وہ اللہ سے راضی تھے۔ بھر ایک اور مقام پر فرمایا۔ ان صحابہ کے حالات
تورات اور انجیل میں لکھے جا چکے ہیں۔ وہ اس کھیتی کی طرح ہیں۔ جس کی سربراہی
آنکھوں کو مکھنڈا کرتی ہے۔ اور بھرا اس کے خوشے دالوں سے بھر جلتے ہیں اور
کاشتکار کی مرتب کا ذریعہ بنتی ہے اور یہ وہی کھیت تھا جسے کفار دیکھ کر حلنتے تھے۔

صحابہ سے بعض کی داستان | وشم کا نشانہ بنانا اہل شیعہ کا ایک
محجوب مشغل ہے۔ وہ اس شغل کو اپنے عتماد کا ایک حصہ تصور کرتے ہیں اور
اور اس پر قائمِ دوام رہنا جزو اپمان چاہ کرتے ہیں۔ جب وہ اس مگر، ای
میں دوسروں کو شرپک کرنا چاہتے ہیں تو پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی افضلیت
کی بات کرتے ہیں بھرا ہستہ آہستہ حضرت علی کو خلافت اول سے محروم ہونے پر
اصحابِ ملائی کو غاصب قرار دیتے ہیں۔ بھر ان صحابہ کی حمایت اور بیعت کے
جرم میں دوسرے صحابہ کرام کو اپنی تتعقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ یہ طریقہ مغلیہ
عہد میں نور جہاں کے تزیر اقتدار پنے والے غالی شیعوں کے ہاں عام پایا
چاتا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی نے مسلمان معاشرے میں ایسے بدباطن لوگوں کا
خصوصی نوٹس لیا۔ خصوصاً مشہد کے غالی شیعوں کے خلاف ایک رسالہ،

رد رو افضل" لکھا۔ یہ مشہدی شیعہ بر ملا صاحب پر طعن و تشنیح کرتے تھے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تنقید و تنقیص کا نشانہ بنتے ہیں۔ حضرت مجدد ان تافی نے اپنی اس کتاب کے علاوہ اپنے مکتوبات میں کئی معاہدات پر شیعوں کی اسی روشنی پر انہمار ملامت کیا ہے۔ مکتوبات کے دفتر دوم میں مکتوب نمبر ۹۶ میں جو حضرت نے اپنے ایک دوست خواجہ ابوالحسن بہادر بد خشی الکشمی قدس رفعت کو لکھا تھا۔ ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

"واقعہ قرطاس پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اقدام اور ان جیسے دیگر اعتراضات پر شیعہ حضرات بڑے طعن و تشنیح کرتے رہتے ہیں وہ صحابہ کرام کو بڑی تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور لوگوں میں شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں اگرہ یہ انصاف سے کام لیں اور عقل و فکر کو استعمال کریں اور حضرت رسالت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے شرف اور فضیلت کو تسلیم کر لیں تو اس نتیجہ پر بہنچیں گے کہ حضور کی تربیت اور صحبت نے تمام صحابہ کرام کو دنیاوی خواہشات سے پاک کر دیا تھا۔ آپ کی صحبت کا فیضان تھا کہ صحابہ کرام کے یہ نہ ہر قسم کی کدرت اور کینے سے حاف ہو گئے تھے اور وہ شیر و شکر ہو کر رہنے لگے تھے۔ یہاں ایک اور بات قابل غور ہے کہ دنیا کے دہ بزرگان دین اور صوفیائے کرام جو دن رات خفیہ اور اعلانیہ مجالس میں دین متنیں کی حمایت اور اعلاء رکھنے والے کو شاہ رہتے ہیں اور حضور مسیح کائنات کی محبت کی وجہ سے اپنے قبیلوں۔ کنبول اپنے گھروں حتیٰ کہ اپنے بال پچوں کو چھوڑ کر صرف یادِ خداوندی میں ہی لگے رہتے ہیں حضور کی محبت کے سامنے ان کے اپنے کھیت کار و بار۔ باعث چشمے اپنے سر بر علاقے اور بہتے ہوئے چشمے اور نہریں کوئی چیز نہیں رکھتیں وہ ان تمام

دنیاوی نعمتوں اور دولتوں کو چھوٹ کر حرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ہی اپنائے ہوئے ہیں اور حضور نبی کریم کی ذات گرامی کو پہنی ذات سے بھی اعلیٰ اور محبوب قرار دیتے ہیں۔ یہ بزرگانِ دینِ حضور کی محبت کو اپنے اموال و اولاد سے بر تبر جانتے ہیں پھر جن صحابہ رضوان اللہ عنہم نے حضور کے چہرہ الہم کی اپنی آنحضرت سے نیارت کی۔ شرفِ صحبت سے مشرف ہوئے۔ وحی کو اترستے فرمیکا۔ محبوبات کے ظہور کے عینی شاہد بنے۔ آپ کے اقوال و خطابات کو بذاتِ خود سنا۔ حتیٰ کہ دنیا والوں کی "غیب" کی باتیں ان کے لیے "شہادت" بن گئیں۔ ان کا علم۔ علم اليقین سے ترقی کر کے عین اليقین بن گیا پھر وہ خوش نصیب عاشقانِ رسول جنکی تعریف اور مدارج میں اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں آیات نازل فرمائے اور یہ اعلان فرمائے کہ "میں ان سے راضی ہو گیا ہوں اور وہ مجھ سے راضی ہیں"۔ پھر ان کا ذکر جمل نورات و انجلیں میں بھی موجود ہو تو پھر کون عقلمند ایسے حضرات کی عظمت اور شان سے انکا مرکز سکتا ہے جب عام صحابہ کا یہ مقام ہے تو اکابر صحابہ جن میں خلفاء راشدین۔ عشرہ بشرہ اور سالیقون الادلوں میں کی عظمت و فضیلت پر کون انگلی اٹھا سکتا ہے۔"

صحابہ کرام حضرت محمد مقدس سرہ اسی مکتوب میں آگے چل کر فرماتے ہیں۔ "اگر کہ صحابہ کرام پر اعتراض کرنے والوں کی نظر میں کچھ بھی الفاف ہوا اور سید الابصار خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے شرف کو تسلیم کر لیں تو ان سے بعید نہیں کہ ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق ان کے شبہات اور شکوک دور ہو جائیں۔ اگر وہ تھوڑا سا خور کریں ان کی روشنی بدلتے گی۔ اگر وہ شکوک و شبہات اوزار، غلط فہمیوں اور مغالطوں

کے لیے دوسری دلیلیں نہ بھی پاس کیں گے مگر حضور کے شرفِ صحبت کی عظمت کے پیش نظر ان کی زبانیں طعن و تشنیع کی مذموم گفتگو سے رک جائیں گی اور وہ کتاب و سنت کی روشنی میں اپنے دلوں کو بشہات کی گردسے پاک کر لیں گے ۔ ۱۰

داقو قرطاس میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنے والے حضرات کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان غلط فہمیوں کی طرف توجہ دلائی ہے جس کا شکار ہو کر وہ حضرت عمر فاروق اعظم پر انگشت نمائی کرتے ہیں ۔ آپ نے فرمایا ۔

اللہ تعالیٰ نے ایسے صحابہ سے لجھن رکھنے کو ہی کفر قرار دیا ہے ۔ یہیں ان کے لجھن اور عداوت سے پرہیز کرنا چاہیے جو جماعت اس شان اور لام مقام کی ہو اور اسے رسول اللہ سے نسبت خاص ہو ۔ اگر بعض معاملات میں ان کا کوئی فرد کوئی اجتہادی غلطی کرے تو یا اسے کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو اسے طعن و تشنیع کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے ۔ صحابہ کرام بعض معاملات میں اپنی رائے کے مطابق بھی عمل کرتے تھے وہ مجتہد فی الدین بھی تھے ۔ ان اختلافات پر صحابہ کرام کو سبرا بھلا کہنا ایمان کی کمزوری کی علامت ہے ۔ ۱۱

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

اجمعین میں سے شیعہ حضرات

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

نے جس شخص کو سب سے زیادہ سب و شتم کا لشائہ بنایا وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں رافضیوں کے ہاں تو حضرت امیر معاویہ کو لعن طعن کرنا معمول ہے ۔ مگر افسوس ان سنیوں پر ہے جو ان کے دیکھاویکھی سر ہلاتے جاتے ہیں اور حضرت معاویہ جیسے جلیل القدر صحابی رسول کو بڑا بھلا کستے جاتے ہیں ۔ ان

بیچاروں نے رہ صحابہ کے مقام پر عزور کیا اور رہ حضرت امیر معاویہ کی خدمات اور شرف صحبت بیوت کے مقام کو بیچانا۔ مخفی ہاں میں ہاں ٹلاتے ہوئے اپنے ایکاؤنٹ کو لفڑان پہنچانے میں مصروف ہیں۔ ایسے حضرت اہلسنت کی راہنمائی کے لیے حضرت مجدد الف ثانی نے خصوصی توجہ دی اور اپنے مکتوب بزرگ ۳ جو خواجہ محمد اشرف کا بی قدر سرہ کو لکھا گیا تھا۔ فرماتے ہیں۔

﴿شیخ ابو شکور سلمی نے اپنی کتاب تمہید میں تصریح فرمائی ہے کہ حضرت امیر معاویہ اور رہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور ان کے وہ رفقا جو جنگ صفين میں ان کے ساتھی تھے غلطی پرستھے۔ مگر ان حضرات کی یہ غلطی اجتہادی خطاب تھی۔ حضرت علامہ ابن حجر عسکری نے اپنی کتاب "الصواعق المحرقة" میں لکھا ہے کہ حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے اختلافات اور نزارع اجتہادی تھے۔ دولوں حضرات کا یہ اجتہاد اہلسنت کے عقائد میں شامل ہے۔﴾

حضرت مجدد الف ثانی نے اس مکتوب میں "شاریح موافق" کی اصلاح فرماتے ہوئے لکھا ہے۔

﴿یہ بات صحیت سے مانی ہوئی ہے کہ حضرت امیر معاویہ حقوق اللہ اور حقوق عبادِ اسلامیین دلوں کو پورا کرتے تھے وہ خلیفہ عادل تھے۔ حضور نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خصوصی دعا فرمائی، "اے اللہ اے کتاب اور حساب کا علم عطا فرم اور عذاب سے بچا! خداوند! اسکو ہادی اور مددی بن!" حضور کی یہ دعائیں یقیناً قبول ہوئیں۔﴾

حضرت امیر معاویہ کے مقام سے ناشناخت رافضیوں کے وظیفہ سبب دشمن سے متأثر ہو کر اپنے دلوں میں بعض پالتے رہتے ہیں۔ انہی یہ روشن حضرت علی کرم اللہ وجہ سے اختلافات اور محاربات کی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ حالانکہ یہ محاربات

اور اختلافات اجتہادی تھے۔ یہ اختلافات بعض حضرات کے ہاں جنگ خلافت کا حصہ بن گئے حالانکہ اختلاف صرف قصاص قتل عثمان اور اس کے قاتلوں کو گرفتار نہ کرنے پر تھا مگر اسے خلافت کا جھنگڑا بنا لیا گیا۔ اہلسنت و جماعت کے آئمہ اجتماعی طور پر حضرات صحابہ کے اختلاف کو اجتہادی اختلافات قرار دیتے ہیں۔ اس طرح حضرت مجدد الف ثانی نے جمال سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے تمام معاملات کو احسن قرار دیتے ہیں وہاں حضرت امیر معاویہ کے اعمال کو ہدف تنقید نہیں بناتے وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و کمالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حضرت امام مالک تابعین میں ایک جلیل القدر امام ہیں وہ مدینہ پاک کے متاز علمائے حدیث ملنے جاتے ہیں ان کے علم، تقویٰ پر کسی کو اختلاف نہیں۔ آپ کا یہ فتویٰ ہے کہ حضرت معاویہ اور ان کے رفیق کا حضرت عمر بن العاص کو گامی دینے والا واجب القتل ہے۔ امیر معاویہ کو گامی دینا حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو گامی دینا ہے۔ یہ محاصلہ (اختلافات اور محاربات) صرف حضرت معاویہ کا نہیں ان کے ساتھ نصف (اختلافات اور محاربات) صرف حضرت معاویہ کے نیا وہ صحابہ رسول مجھی شامل ہیں۔ اس طرح اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مخالفت یا اختلاف کرنے والے کو کافر یا فاسق کہا جائے تو امت مسلمہ کے نصف سے زیادہ جلیل القدر صحابہ دائروہ اسلام سے باہر نظر آئیں گے اگر اس نظریہ کو نقل اور عقل کے خلاف ہوتے ہوئے مجھی تسلیم کر لیا جائے۔ تو دین کا انعام بخوبی بادی کے کیا ہو سکتا ہے؟ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت فرمائی ہے کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ کی جنگ خلافت کا مسئلہ نہیں تھی یہ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا اجتماعی مسئلہ تھا۔ شیخ ابن حجر نے تو اسے اہلسنت کے عقائد کا ایک حصہ قرار دیا ہے۔

ہمارے نزدیک اس سلسلہ میں سلامت روی کی راہ یہی ہے کہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات اور مبارجات پر خاموشی اختیار کی جائے اور زبان پر ناگوار الفاظ نہ لائے جائیں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "میرے صحابہ میں جو اختلاف اور نزاعات ہوں ان سے الگ تخلیق رہو۔ آپ نے فرمایا۔ میرے اصحاب کے بارہ میں خدا کا خوف کرو۔ اسکے موافقہ سے ڈرو۔ اور ان کو اپنی درست کلامی اور بدگونی کا نشانہ نہ بناؤ۔"

* * * " ہمارے نزدیک ان شکر ک دشہات کو دور کرنے کے لیے ایک مشاہ سامنے رکھی جاتی چاہیے۔ کوئی چالاک اور شاطر آدمی عام جاہلوں اور بیوقوفی کی مجلس میں بیٹھ کر ایک پتھر کو سامنے رکھ لے۔ جسے تمام مجلس والے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر یہ یقین کر رہے ہوں کہ یہ پتھر ہی ہے اب وہ چالاک اور شاطر آدمی اپنی چرب زبانی سے ایسے دلائل دے کر ثابت کر دے کہ یہ پتھر دراصل سونا ہے ہاہر کی شکل پتھر سے ملتی جلتی ہے یہ لوگ اس کے دلائل کے سامنے نہ جواب دے سکیں نہ اسے جھٹلانے کی قوت رکھتے ہوں اور اس کی اس غلط بیانی پر سے شبہ اور شک میں پڑ جائیں اور سوچنے لگیں شاید اس کے اندر سونا ہی ہو گا۔ اور اپنے احساس اور ادراک کی شکست تسلیم کر کے خاموش ہو جائیں اور شبہ میں پڑ کر اپنے مشاہد کے باوجود سونا تسلیم کرنے لگیں۔ لیکن عقلمند اور پڑھے لکھے لوگ ایسے چرب زبان نصوکے بازوں کے چکر میں نہیں آتے اور ایسے تمام دلائل کے باوجود اس پتھر کو سونا قرار نہیں دے سکتے۔ یہی حال اس مسئلہ کا ہے۔ اصحاب ثلاثة رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دوسرے صحابہ کی عظمت بزرگی اور شان قرآن سے

ثابت ہے، احادیث میں موجود ہے۔ یہ ایسی حقیقت ہے جو آنکھوں سے
دیکھی ہوئی حقیقت سے بھی زیادہ قوی ہے۔ کسی قسم کے شک و شبہ کی کنجائش
نہیں ہے یہ نادان صرف اپنے شبہات کی بنا پر طعن و تشنیع کرتے رہتے
ہیں۔ ان کی جرح و قدح ایسے ہی ہے جیسے کوئی چالاک اور عیار پتھر کو سونا
ثابت کرنے کی کوشش کرے اور اپنے منطقی دلائل نے سادہ لوح حضرات
کی فماں کرے۔

وَبِنَا لَهُ تَنْعِيْعٌ قَلْوَبَنَا بَعْدَ ازْهَدَ بِيُّتُنَا وَهَبْ لَنَا مَنْ لَمْ يُكَفِّرْ
إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَابُ ط

رافضی اور تمام شیعہ حضرات کی بد قسمی یہ ہے کہ ان کی زبانیں صحابہ کرامہ حنفی
الشیعہ عنہم پر طعن و تشنیع کے تیربرساتی رہتی ہیں۔ حالانکہ ان حضرات کی خدمات اسلامی
فتاویٰ کے لیے بے مثال قربانیاں، حضور کی بارگاہ میں حضوری کے ثمرات اور
سرکار دو عالم کی محبت میں مرشاری کے سامنے اس قسم کی طعن و تشنیع کی کوئی چیزیت
نہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے دربار پر خصوصی طور پر ایسے عناصر کو متنبه کیا
پھر اپنے خیالات پھیلانے والے لوگوں کی حمات سے ٹک کے ہم خیال اسرازاد
علماء کو اپنے مکتبات کے ذریعے آگاہ فرمایا۔ حضرت مجدد کی ان کوششوں سے
صحابہ کرام کے خلاف بذریعی کرنے اور لوگوں کو اس کام پر آمادہ کرنے والوں
کے خلاف تادیبی اقدامات پکے گئے اور یہ فتنہ کافی حد تک دب گیا۔

آج پاکستان میں بعض عاقبت نا اذیش حضرات اس عادت شفیعہ کو فرض
دے رہے ہیں۔ ہم اس فتنہ کے سد باب کے لیے حضرت مجدد کے مکتبات کے
اتصالات کو آپ کے اجمانی مطالعہ میں لارہے ہیں۔ جو سالیقہ صفحات کے مطالعہ
سے آپ کے ذہن نشین ہو چکے ہوں گے۔

حضرت مجبد الدلیل ثانی کے مکتوپات گرامی میں جہاں صحابہ کرام کی ذات اقدس کی عظمت و عظمت کو واضح کیا گیا ہے اور ان کے مقامات پر اظہار خیال کر کے وقت کے ان نیک خیال اہل علم کی رائہنما فی کی ہے وہاں اہمیت اظہار رضی اللہ عنہ کے فضائل اور مقامات کو بیان فرمایا کہ اہل ایمان کو مقام اہمیت سے روشناس کیا ہے۔ ہم ایسے مقامات کے اقتباسات سے بھر پور حضرت کے کرایک علیحدہ رسالت تیار کر رہے ہیں تاکہ قارئین کو معلوم ہو جائے کہ حضرت مجبد الدلیل ثانی کی زیگاہ میں اہمیت رسول کی کیا عزت و حرمت ہے اور ان سے محبت اور احترام رکھنے والوں کا کیا مقام ہے۔ مکتوپات امام ربانی میں اکثر مقامات پر ایسے خیالات کا اظہار پایا جاتا ہے جس سے خارجی فکر کے لوگوں کے خیالات کی تردید سامنے آئے گی۔ جو روافض کی طرح طعن و تشنیع کو ہی جزو ایمان بنائے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اہلسنت کو خارجی اور رافضی رفکار اور ان کے نفرت آمیز روئے محفوظ و مامون رکھے۔

صحابہ کرام کی اختلاف رائے کے اثرات

آراء میں اجتہادی نزاع ایک فطری اور فکری آزادی کا نمونہ تھا۔ مگر بعد میں آنے والے بعض حضرات نے اسے باہمی رخش اور دشمنی پر معول کر کے ایک غلط روشن اختیار کر لی۔ حضرت مجبد الدلیل ثانی قدس سرہ نے اس روشن کے لعصانات اور اعتقادی بے راہ روی پر قلم اٹھایا ہے اور اپنے مکتوپات پر کئی مقامات پر صحابہ کرام کی اختلافی آراء کو امت کے لیے رحمت اور آزادی فکر قرار دیا ہے۔ آپ نے خواجہ محمد تقی قدس سرہ کے استفارات کے جواب میں اپنے مکتوب گرامی (جلد دوم مکتوب بہرہ ۳) میں اس مشکل کی وضاحت

فرمائی ہے۔

* "حضرت عثمان اور حضرت علی کرم اللہ و جہہ (حضرات ختنین) کے عمد خلافت میں بعض سیاسی اور انتظامی فتنے اُبھے اور امت میں انتظامی امور پر پہلی بار اختلاف رونما ہوا۔ کچھ لوگوں کے دلوں میں کدوڑت اور عدالت پیدا ہونے لگی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ہادی قارداں اور دوکان کے زمانہ خلافت کے اختلافات کو اہلسنت و جماعت نے ہمیشہ اعتدال کی نظر سے دیکھا ہے اور اسے اجتہادی اختلافات کا مقام دیا۔ اور کوشش کی کہ کوئی جاہل ان مسائل کو سامنے رکھ کر صحاپہ کرام کے متعلق بدظنی میں مبتلا نہ ہو، اور حضور کے نزہت یا فتنہ صحاپہ کبار سے بعض اور عدالت کا فرعیہ نہ بنالے۔ اہلسنت و جماعت کے نزدیک حضرت علی کرم اللہ و جہہ کی محبت شرط ہے۔ جسے آپ سے محبت نہیں وہ دائرہ اہلسنت و جماعت سے خارج فرار دیا گیا۔ اور اسے خارجی کے نام سے یاد کیا گیا۔ بعض لوگوں نے محبت علی کرم اللہ و جہہ کو اتنا مقدم جانا اور اس میں اس قدر غلو کیا کہ دوسرے صحاپہ کرام پر سُب و شتم کرنے لگے۔ اور صحاپہ کرام، تابعین اور سلف صاحبین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بر عکس شدت سے کام لیئے لگے جس کی وجہ سے ان لوگوں کو رافضی نام نے یاد کیا گیا۔ اہلسنت و جماعت کا نظر پرتوسط اور اعتدالی تھا۔ وہ حضرت علی سے افراط محبت میں رافضی بنے اور حضرت علی کرم اللہ و جہہ سے بعض کی وجہ سے خارجی بنے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ و جہہ کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان فرمائی "علی! تم میری امت کے عیسیٰ ہو۔ جنہیں یہودیوں نے اپنا دشمن قرار دیا تھا اور ان کی دالدہ (مریم) پر الزام تراشی

کرتے رہے۔ دوسری طرف نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فضیلت کا مقام دیا کہ فرط محبت میں "خدا کا بیٹا" کہنے لگے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس حدیث کی روشنی میں اعلان فرمایا۔ وہ شخص یقیناً برباد ہو گا جو میری محبت میں افزاط کر کے میری ذات سے وہ باقی منسوب کرے گا جو میری ذات میں نہیں۔ دوسرا وہ شخص جو میری حداوت میں انداھا ہو کر میرے خلاف الزام تراشی کرتا پھرے گا۔ وہ بھی تباہ ہو گا۔ آپ نے خارجیوں کے نقطہ نظر کو یہودی سوچ قرار دیا۔ اور رافضیوں کے چیالات کو نصاریٰ کی سوچ قرار دیا۔ اہلسنت و جماعت حضرت علی کی محبت کو ایمان کی جان جانتے ہیں۔ اور الیٰ محبت کو رفض نہیں کہا جاسکتا۔ رفض توحیدات ثلاثہ کو تبرماً اور شام طرزی سے پیدا ہوتا ہے۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ زمانے میں۔

لَوْكَانَ رَفُضَّاْ حَبَّ أَلِّ مُحَمَّدٍ
فَلِيُشَهِّدْ التَّقْلَدُنَ أَنِّي رَافضٌ

آل محمد کی محبت رفض ہے تو یہیں جنوں اور انسانوں کے سامنے اعلان کرنا ہوں کہ یہیں رافضی ہوں۔ محبت آل رسول تو اہلسنت کا عقیدہ ہے اور حقیقت میں اہلسنت ہی اہلسنت کے مقتدا ہیں۔ شیعہ حضرات اہل بیت سے محبت کے دعوے تو کرتے ہیں لیکن اگر انہیں اہلسنت سے بھی محبت ہوتی تو وہ دوسروں پر تبرماً کرنے کی بھائیتے صحابہ رسول کی تعلیم و تکریم کرنے اور اختلافات کو نیک دلی سے اجتنادی لفڑیوں پر معمول کرتے۔ انہیں اہلسنت کے انداز سے سوچنا شروع کر دینا چاہیے اور خوازج در واوض کے اندازِ فکر کو نظر انداز کر دینا چاہیے۔

حضرت محمد الف ثانی نے خارج در واوض کے عقائد کو اسی مکتوب میں

بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ شیعوں کے انداز فکر اور خارجیوں کے الہیت سے بعض کی تمام وجہات کو بھی بیان فرمایا ہے اسی مکتوب میں آپ نے اہلیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل اور بلند مقامات کو بڑی محبت سے پیش کر کے معاندین الہیت کے خیالات کا پُرزوں روکیا ہے۔

اہلیت کے فضائل | حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اسی مکتوب گرامی میں ان الفاظ میں حضرات اہلیت

کے فضل و کمال کو بیان کیا ہے۔

”علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ”یاد رکھو! جو شخص میرے علی سے محبت کرے گا وہ میری محبت کا مستحق ہو گا۔ جو شخص میرے علی سے بغضہ رکھے گا وہ مجھ سے دشمنی کرے گا۔ جو شخص علی کو دکھلے گا وہ میرا دل دکھلنے کا اور جو میرا دل دکھلنے کا وہ اللہ تعالیٰ کی نارِ اضیگی مول لے گا۔“ اس روایت کو صاحب ترمذی، حاکم نے بیان فرمایا ہے اور حضرت بیہقی رضی اللہ عنہ نے مزید وضاحت فرماتے ہوئے کہا ہے۔ لَا کہ حضور نے فرمایا۔ مجھے اپنے اللہ کی قسم ہے کہ مجھے چار اصحاب کی دوستی کی تائید فرمائی ہے۔ چب صحابہ نے ان چار صحابہ کے نام پوچھے تو آپ نے فرمایا۔ علی! علی! ابھر ابوذر غفاری۔ حضرت مقداد اور حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ عنہم) کے نام لیے۔ طبرانی احمد حاکم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نے فرمایا: ”علی کے چہرے کو دیکھنا بھی عبادت ہے!“ برادر بن عازب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ یہی نے حضور نبی کریم کے کندھے پر حضرت حسن کو سوار دیکھا۔ آپ فرماتے ہی تھے: ”یا اللہ جو شخص میرے پیٹے سے محبت کرے گا تو اس سے راضی ہو جانا۔“

”حضرت ابوالنکبر مُتفقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”مسجد نبوی میں حضور مسیح پر تشریف فرماتھے اور حضرت حسن آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ آپ ایک نگاہ حاضرین پر ڈالتے اور ایک نگاہ حضرت حسن کے چہرے پر۔ اور فرماتے بلاشبہ میرا یہ بیٹا سید ہے سردار ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ مسلمانوں کے دو بڑے طبقوں میں یہی صلح کا باعث بنے گا۔“ صاحب ترمذی نے لکھا ہے کہ حضرت اسamer بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے سرورد و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیانوں پر حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو بیٹھے دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ میرے دو بیانوں میں ہیں۔ میری بیٹی کے لوز نظر ہیں۔ جوان کو پیار کرے گا وہ میرا بھی محبوب ہو گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا۔ حضور اسارے اہمیت میں سے آپ کو سب سے زیادہ کس سے پیار ہے؟ آپ نے فرمایا حسن و حسین سے۔ ”نجاری اور مسلم میں یہ حدیث واضح طور پر موجود ہے کہ حضور نے فرمایا۔ ”فاطمہ میرے جگہ کامکڑہ ہے جو اسے ناراض کرے گا وہ مجھے ناراض کرے گا۔“

سید الانبیاء حناب رسالت مأب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کائنات ارضی کے ذرہ ذرہ کے لیے رحمت بھی۔ آپ کی نگاہ رحمت سے مخلوقات کا ایک ایک فردیضاً ہوا اس رحمت عالمیاں کی لنظر شفقت اپنے اہمیت اور رشتہ داروں کے لیے کسی طرح کم نہ تھی گھر کا ایک ایک فرد آپ کی رحمت کے سایہ میں پلا اور پھلا پھولा۔ حضرت مجید الدلف ثانی قدس سرہ نے اپنے ایک مکتوب میں تمام اہمیت کے علاوہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حناب علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے خصوصی محبت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے۔

* * حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صاحب کو ثروت نیم نے حضرت علی کرم اللہ و جمہ کو فرمایا کہ "فاطمہ مجھے تم سے زیادہ محبوب ہے۔ مگر تم اس سے بھی عزیز ہو۔" *

اہلسنت کے مختلف افراد سے حضور کی شفقت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ التائبی نے اپنے ایک مکتوب جواب نے خواجہ محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا تھا۔ سیدہ عالیہ شد لیقہ رضی اللہ عنہا سے خصوصی شفقت کا ذکر کیا ہے۔

* * حضرت عالیہ شد لیقہ رضی اللہ عنہ خود روایت کرتی ہیں کہ حضور کے صحابہ کرام حضور کی بارگاہ میں کوئی تحفہ پیش کرنے کا ارادہ کرتے تو اس دن تک رُک جاتے جس دن حضور میرے گھر (سیدہ عالیہ شد لیقہ) میں تشریف فراہوتے۔ تاکہ حضور ان محتفوں کو ہر بار کر زیادہ مسرورا ہوں۔ ان دنوں حضرات ازدواج مطہرات دو حصوں میں رہتی تھیں۔ ایک حصہ جن میں سیدہ عالیہ شد لیقہ حضرت حفصة۔ حضرت صفیہ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہم تھیں اور دوسرے حصے میں حضرت ام سلمہ اور دوسری ازدواج مطہرات تھیں۔ سیدہ ام سلمہ نے خیال کیا کہ لوگوں کو کیوں نہ آگاہ کر دیا جائے کہ جو شخص جس روند تحد لائے حضور پر گھر میں بھی تشریف فرمائیں وہاں ہی پہنچا دیا جائے۔ حضور نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا۔ مجھے سیدہ عالیہ شد لیقہ کے متعلق اس قسم کی گفتگو پسند نہیں اور تنگ نہ کیا کریں۔ یعنی معلوم نہیں کہ مجھے عالیہ شد لیقہ کے گھر میں وحی آتی ہے۔ حضرت ام سلمہ نے آپ کی یہ بات سن کر حضور سے معافی مانگی اور پیشہ مانی کا اظہار کیا۔ ایک دوسری بار بعض ازدواج البنی سیہر تر مدد فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے حضور کی بارگاہ میں الیسی ہی سفارش

کی تو حضور نے سیدہ فاطمہ کو فرمایا "بیٹی اک تم اس کو پسند کرنی ہو جے میں پسند کر دل؟" حضرت فاطمہ نے عرض کی "ہاں ایا رسول اللہ!" آپ نے فرمایا "آنچ کے بعد تم بھی حضرت عائشہ صدیقہ کو پسند کیا کر دوا میں انہیں پسند کرتا ہوں" *

سچاری اور مسلم میں یہ واقعہ موجود ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ مجھے حضور کی تمام بیویوں میں سے صرف سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہی رشک آتا تھا۔ حالانکہ میں نے انہیں دیکھا تک نہ تھا۔ حضور کی عادت کہ مجھے تھی کہ آپ اپنی باتوں میں اکثر سیدہ خدیجہ کا تذکرہ فرمایا کرتے تھتے۔ اگر گھر میں کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے گوشت کے ٹکڑے کاٹ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سیلیوں کے گھر پہنچاتے اور فرماتے میری نندگی میں خدیجہ جیسی عورت نہیں آئی۔ خدیجہ ہی میری اولاد کی ماں تھیں۔ خدیجہ میری رسالت کی اولین اقراری تھیں یا، *

اہل بیت کے فضائل اور مراتب کو حضرت محمد نے بڑی تفصیل اور ادب سے لکھا ہے اسی مکتوب کے آخر میں آپ نے شیخ سعدی رحمہ اللہ کا مشور شعر لکھا ہے۔

فدا یا بخت بنی فاطمہ
کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی در قبول
من و دنستہ دامان آل رسول

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ کتاب حضرت محمد الف ثانی راجحہ اللہ علیہ کے خانوادہ مجددیہ اور سلسلہ نتشنڈیہ کے روحلی اور علمی کمالات کا مرقب ہے۔ جسے خاندان مجددیہ کے ایک فاضل عووف لیوا النعش سکال الدین محمد احسان مجددی سرہندی نے چار جلدیں میں تصنیف کی۔ جلد اول حضرت مجدد الف ثانی۔ جلد دوم خواجہ محمد معصوم سرہندی۔ جلد سوم خواجہ محمد قشید سرہندی اور جلد چہارم خواجہ احمد زبیر سرہندی قدس سرہم کے احوال و مختالات ارشمندی کے۔ علامہ اقبال احمد فاروقی نے گران تدریخ خواشی اور مختالات سے مزین کر دیے۔ کتاب سلسلہ نتشنڈیہ مجددیہ کے سلوک کی مستند اور ہے مثال دستاویز ہے۔

اور معلوم کی سلطنت کے عروج دزوں کی تاریخ بھی ہے خانوادہ مجددی کی مدینی اور روحاںی خدمات کی راستاں بھی ۔ اور پنجاب پر سکھوں کی دہشت گردی اور نادر شاہ کی بیگنگاری کی تاریخ خونپکھاں بھی ہے ۔ روغۃ القمیۃ کا اردو ترجمہ ایک طویل مدت سے نایاب تھا مگر ان کے بعض احتیاسات اور حوالے حضرت مجدد الف ثالیٰ پر لکھی جائے ہے کتابوں میں ملتے ہے اپنی ذوق و حقوق خدمتاً مشائخ مجددی اس کتاب کے حصول کے لئے کوشش تھے الحمد للہ یہ نادر اور نایاب کتاب سلیمان اردو ۔ دیدہ زیر طاعت ۔ رنگمین سروق اور خوش نہایت جذبوں میں تھا ہو کر آپ تک پہنچ رہی ہے اس کتاب کی مقبولت اور اعیت کا تھا عالم سے کہ جہاں کے ایک نقشبندی مجددی فتح طریقت پہنچ سویٹ لے کر اپنے مریدوں میں تعمیم کر رہے ہیں ۔ یہ کتاب مرید ایک نقشبندی مجددی دانشور کے مطالعہ میں رہنی ضروری ہے ۔ پہنچ سیٹ یکجا طلب کرے والوں کو ایک بیک درست پیش کیا جائے گا۔

چار جملوں پر کامل بہت کی قیمت۔ بروپے ہے محصولِ ذاکر نذر طالبِ حکم و حکما

مکتبہ بیوی مارلو